ذوالقعدۃ الحرام ذوالحجہ 1443ھ | جولائی 2022ء

ماہنامہ خواتین

جلد: 01 شمارہ: 09

ویب ایڈیشن

وظائف ماہنامہ فیضانِ مدینہ جولائی 2022ء

رزق اور مال و دولت میں برکت

یَااَللّٰہُ 786 بار بعدِ جمعہ لکھ لیجئے اسے دکان یا مکان میں رکھنے سے رزق بڑھتا اور مال و دولت میں برکت ہوتی ہے۔

(چڑیا اور اندھا سانپ، ص25)

پھنسی ہوئی رقم حاصل کرنے کا وظیفہ

خاص کر جمعہ کے دن عصر کی نماز کے بعد یَااَللّٰہُ، یَارَحْمٰنُ، یَارَحِیْمُ نماز کی جگہ بیٹھ کر پڑھتے رہیں یہاں تک کہ سورج ڈوبنے کا یقین ہو جائے اب گڑ گڑا کر اللہ کی جناب میں دعا کیجئے اِن شَآءَ اللہ پھنسی ہوئی رقم مل جائے گی۔

(مدنی مذاکرہ، 15 رمضان المبارک 1441ھ مطابق 08 مئی 2020)

ہر حاجت پوری ہو گی، اِن شَآءَ اللہ

جس نے اتوار کے دن نمازِ ظہر کے فرض و سنّتوں کے بعد چار رکعت نماز پڑھی، پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ سجدہ پڑھی اور دوسری میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ ملک پڑھی پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرا پھر آخری دو رکعتیں پڑھنے کے لئے کھڑا ہو گیا اور ان میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ جمعہ کی تلاوت کی اور اللہ پاک سے اپنی حاجت طلب کی تو اللہ پاک کے ذمۂ کرم پر ہے کہ اس کی حاجت پوری فرمادے گا۔ (قوت القلوب، 1/52،53)

سامان، گاڑی، گھر بکوانے کے لئے

پارہ 13 سورۂ یوسف کی آیت نمبر 80 مکمل پڑھ کر سامان یا گاڑی پر دَم کر دیجئے۔ اِن شَآءَ اللہ سامان جلد فروخت ہو جائے گا۔ (چڑیا اور اندھا سانپ، ص30)

Contents

شرعی تفتیش: مولانا مفتی محمد انس رضا عطاری مدنی دار الافتاء اہل سنت (دعوتِ اسلامی)

تاثرات (Feedback) کے لئے اپنے تاثرات، مشورے اور تجاویز نیچے دیئے گئے ای میل ایڈریس اور واٹس ایپ نمبر (صرف تحریری طور پر) پر بھیجئے: mahnamahkhawateen@dawateislami.net پیش کش: شعبہ ماہنامہ خواتین المدینۃ العلمیۃ (اسلامک ریسرچ سینٹر) دعوتِ اسلامی

WhatsApp: 0348-6422931

مناجات

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا حرم کی ہے

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا حرم کی ہے
بارِش اللہ کے کرم کی ہے

نوری چادر تنی ہے کعبے پر
بارِش اللہ کے کرم کی ہے

پاک گھر کے طواف والوں پر
بارِش اللہ کے کرم کی ہے

جو نظر آرہی ہے ہر جانِب
سب بہار اُن کے دم قدم کی ہے

اپنی اُمّت کی مغفِرت ہو جائے
آرزو شافِعِ اُمَم کی ہے

کاش! ہر سال حج کرے عطّاؔر
عرض بدکار پر کرم کی ہے

از امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ
وسائلِ بخشش (مرمّم)، ص140

کلام

مبارک ہو تمہیں اہلِ مدینہ ناقۂ اقدس

مبارک ہو تمہیں اہلِ مدینہ ناقۂ اقدس
کہ آتا ہے نبی پیارے کا پیارا ناقۂ اقدس

دَو رُویہ دست بستہ سر پئے تسلیم خم کرلو
اب آیا، ہاں اب آیا، لو وہ آیا ناقۂ اقدس

رسولِ پاک راکِب، سارباں صدیقِ اکبر ہیں
نہ ہو کیوں مرتبہ تیرا دوبالا ناقۂ اقدس

ہر اِک کی یہ تمنا تھی ہر اِک کی تھی یہی خواہش
کہ میرے ہی یہاں ہو جلوہ فرما ناقۂ اقدس

ہُوا ارشادِ والا یوں: وہی ہے میزباں اپنا
کہ جس کے گھر پہ ٹھہرے گا ہمارا ناقۂ اقدس

تبرُّک ہو عطا ایّوبؔ کو ایّوب انصاری
کہ آپ ہی کے یہاں تو آکے ٹھہرا ناقۂ اقدس

از خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولانا سید ایوب علی رضوی رحمۃُ اللہِ علیہ
شمائمِ بخشش، ص44

اولاد دینے والا کون؟

بنت طارق عطاریہ مدنیہ
ناظمہ جامعہ فیضانِ ام عطار
شفیع کا بھٹہ سیالکوٹ

لڑکیاں بھی اللہ پاک کی نعمت ہیں اور لڑکے بھی، پھر کسی کو اللہ نے صرف بیٹیاں عطا فرمائیں، کسی کو صرف بیٹے، کسی کو بیٹے بیٹیاں دونوں اور کسی کو بیٹے عطا فرمائے نہ بیٹیاں۔ یہ تقسیم اللہ پاک کی حکمت اور مصلحت پر مبنی ہے جیسا کہ اس کا فرمان ہے: لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُؕ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَۙ(۴۹) اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًاۚ وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًاؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ(۵۰) (پ25، الشوریٰ:50-49) ترجمہ: آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے لیے ہے وہ جو چاہے پیدا کرے۔ جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے اور جسے چاہے بیٹے دے یا انہیں بیٹے اور بیٹیاں دونوں ملا دے اور جسے چاہے بانجھ کر دے، بیشک وہ علم والا، قدرت والا ہے۔

یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا: یعنی اللہ پاک جسے چاہے صرف بیٹیاں دے اور بیٹا نہ دے، جسے چاہے بیٹے دے اور بیٹیاں نہ دے، جسے چاہے بیٹے اور بیٹیاں دونوں دے اور جسے چاہے بانجھ کر دے کہ اس کے ہاں اولاد ہی نہ ہو۔ وہ مالک ہے اپنی نعمت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے۔ تفسیر قرطبی میں ہے: اس آیت کا حکم اگرچہ عام ہے مگر یہ انبیائے کرام کے متعلق نازل ہوئی، چنانچہ یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا سے مراد حضرت لوط علیہ السّلام ہیں، جنہیں اللہ پاک نے دو بیٹیاں دیں اور بیٹے نہ دیئے، یَهَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السّلام ہیں کہ جن کو 8 بیٹے دیئے، بیٹیاں نہ دیں، یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا سے مراد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہیں کہ جن کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں دیں، جبکہ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا سے مراد حضرت یحییٰ علیہ السّلام ہیں کہ جن کی کوئی اولاد نہ تھی۔(1)

معلوم ہوا! اولاد ہونے یا نہ ہونے یا بیٹے یا بیٹیاں ہونے میں ہمارے لیے کسی نہ کسی نبی کی زندگی میں نمونہ ہے۔ نیز یہ جاننا بھی فائدے سے خالی نہیں کہ اس آیت میں بیٹیاں دینے کو بیٹے دینے سے پہلے ذکر فرمانے کی چند وجوہ یہ ہیں: ❶ بیٹے کا پیدا ہونا خوشی کا اور بیٹی کا پیدا ہونا چونکہ غم کا باعث ہے، لہٰذا اگر پہلے بیٹے کا ذکر ہوتا پھر بیٹی کا تو ذہن خوشی سے غم کی طرف منتقل ہوتا۔ مگر جب پہلے بیٹی دینے کا ذکر فرمایا اور پھر بیٹا دینے کا تو انسان کا ذہن غم سے خوشی کی طرف منتقل ہوگا اور یہ کریم کی عطا کے زیادہ لائق ہے۔ ❷ پہلے بیٹی ہو تو بندہ اس پر صبر و شکر کرے گا کیونکہ اللہ پاک پر اعتراض ممکن نہیں، مگر جب اسکے بعد بیٹا ہوگا تو بندہ جان لے گا کہ یہ اللہ پاک کا فضل و احسان ہے، لہٰذا اس کا زیادہ شکر بجا لائے گا۔ ❸ عورت کمزور، ناقص العقل اور ناقص الدین ہوتی ہے، اس لیے عورت کے ذکر کے بعد مرد کے ذکر کرنے میں یہ حکمت ہے کہ جب عجز اور حاجت زیادہ ہو تو اللہ کی عنایت اور اس کا فضل زیادہ ہوتا ہے۔ ❹ بعض افراد کے نزدیک بیٹی کا وجود حقیر اور ناگوار ہوتا ہے، زمانہ جاہلیت میں عرب بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے، چنانچہ یہاں بیٹیوں کا ذکر بیٹوں سے پہلے کر کے یہ ظاہر فرمایا گیا ہے کہ لوگ اگرچہ بیٹی کو حقیر جانتے ہیں مگر اللہ پاک کو بیٹی پسند ہے، اس لیے اس نے بیٹی کے ذکر کو بیٹے کے ذکر پر مقدم فرمایا۔(2)

بیٹے اور بیٹیاں دینے یا نہ دینے کا اختیار اللہ پاک کے پاس ہے: اولاد دینے کا اختیار اور قدرت چونکہ صرف اللہ پاک کے پاس ہے، لہٰذا اگر بانجھ افراد چاہیں کہ موجودہ ترقی یافتہ دور میں کسی بھی مصنوعی طریقے سے ان کے ہاں اولاد ہو جائے یعنی ٹیسٹ

ٹیوب و کلوننگ وغیرہ کے ذریعے، تو انہیں یہ بات پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اولاد کا حصول اللہ پاک کے فضل کے بغیر ممکن نہیں۔ اسی طرح عورت کے بس میں نہیں کہ وہ جو چاہے پیدا کرے۔ بیٹے کی خواہش رکھنے والوں کا بیٹی پیدا ہونے پر عورت کو مشقِ ستم بنانا، اسے طرح طرح کی اذیتیں دینا، بات بات پر طعنوں کے نشتر چبھونا، آئے دن ذلیل کرتے رہنا، صرف بیٹیاں پیدا ہونے پر اسے منحوس سمجھنا اور طلاق دے دینا، قتل کی دھمکیاں دینا بلکہ بعض اوقات قتل ہی کر ڈالنا قطعاً درست نہیں۔ افسوس! آج مسلمانوں نے اسی طرزِ عمل کو اپنالیا ہے جو کفار کا تھا۔ جس کا تذکرہ پارہ 14، سورۃ النحل کی آیت نمبر 58 اور 59 میں یوں کیا گیا ہے: ترجمہ: اور جب ان میں کسی کو بیٹی ہونے کی خوشخبری دی جاتی ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا رہتا ہے اور وہ غصے سے بھرا ہوتا ہے۔ اس بشارت کی برائی کے سبب لوگوں سے چھپا پھرتا ہے۔ کیا اسے ذلت کے ساتھ رکھے گا یا اسے مٹی میں دبا دے گا؟ خبردار! یہ کتنا بُرا فیصلہ کر رہے ہیں۔

یعنی اسلام نے تو عورت کو ذلت و رسوائی کی چکی سے نکال کر معاشرے میں عزت و مقام عطا کیا مگر آج کے مسلمان اسے دوبارہ اسی چکی میں پسنے کے لئے دھکیل رہے ہیں۔ خدارا! ہوش کے ناخن لیجئے اور بیٹیوں کی قدر کیجئے! کیونکہ اللہ پاک کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا فرمان ہے: عورت کی برکت ہی یہ ہے کہ اس کے ہاں سب سے پہلے بیٹی پیدا ہو۔[3] ایک روایت میں ہے: بیٹیوں کو بُرا مت کہو! بیشک وہ محبت کرنے والیاں ہیں۔[4] اسی طرح ایک روایت میں ہے: جس پر بیٹیوں کی پرورش کا بوجھ آپڑے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو یہ بیٹیاں اس کیلئے جہنم سے روک بن جائیں گی۔[5]

بلکہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے بیٹیوں سے محبت فرما کر سب کے لئے عملی نمونہ بھی پیش کیا۔ چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف لاتیں تو حضور کھڑے ہو جاتے، ان کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ لیتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے، یونہی جب آپ ان کے ہاں تشریف لے جاتے تو وہ کھڑی ہو کر حضور کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ لیتیں اور اپنی جگہ بٹھا دیتیں۔[6]

ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کا اسوۂ حسنہ اور قرآن و سنت کے احکام اور دوسری طرف مسلمانوں کا اس کے برعکس عمل نظر آتا ہے۔ آج کے مسلمان دورِ جاہلیت کی روایات کو زندہ کرتے نظر آتے ہیں اور اسلامی تعلیمات بھلا دینے کے باعث بیٹی کی ولادت کو برا سمجھنے اور بے رحمی کا مظاہرہ کرنے لگے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آئے دن یہ خبریں سننے کو ملتی ہیں کہ فلاں عورت کو بیٹی پیدا ہونے پر قتل کر دیا گیا۔ ابھی 2022 حال ہی میں پہلی بیٹی کی پیدائش پر 7 دن کی بیٹی کو 7 گولیاں مار کر ہلاک کر دیا گیا۔ الامان والحفیظ

آج کے دور میں علمِ دین سے بہرہ ور ہونا بہت ضروری ہے تاکہ زمانہ جاہلیت کی ان رسومات کا خاتمہ کیا جا سکے۔ کیونکہ اسلامی تعلیمات سے بہرہ ور شخص بیٹی ہونے یا اولاد نہ ہونے کو عورت کا قصور سمجھنے کے بجائے رب کریم کی رضا و مشیت سمجھتا ہے جبکہ جاہل آدمی سفاکی پر اتر آتا اور عورت کو قصوروار ٹھہرا کر اس پر ظلم ڈھاتا ہے۔ معاشرتی پستی کا تو یہ عالم ہے کہ عورتیں ہی عورتوں کو قصوروار ٹھہراتی ہیں، ساس بہو پر ظلم ڈھاتی، طعنوں کی بھرمار کرتی اور بعض اوقات بیٹے کو طلاق دینے پر مجبور کر دیتی ہے۔ لہٰذا علم حاصل کیجئے تاکہ حضور کے اسوۂ حسنہ پر عمل کر سکیں اور یوں دنیا و آخرت کی کامیابی اور معاشرے میں امن و امان کا قیام ممکن ہو۔

اللہ کریم تمام مسلمانوں کو بیٹیوں کی قدر اور حضور کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

❶ تفسیر قرطبی، الجزء: 16، 8/36 ❷ تفسیر رازی، 9/610 ❸ مکارم الاخلاق للخرائطی، 9/610 ❹ مسند امام احمد، 6/134، حدیث: 17378 ❺ مسلم، ص1085، حدیث: 6693 ملتقطاً ❻ ابو داود، 4/454، حدیث: 5217

اللہ کی لعنت کی حق دار عورتیں

بنت کریم عطاریہ مدنیہ
معلمہ جامعۃ المدینہ گرلز
خوشبوئے عطار واہ کینٹ

صحیح مسلم شریف کی حدیثِ مبارکہ ہے: عَنْ عَبْدِاللّٰہِ قَالَ: لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ، وَالنَّامِصَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ، وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَيِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ۔[1] یعنی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: گودنے و گدوانے والیوں، چہرے کے بال نوچنے و نچوانے والیوں، خوبصورتی کے لیے دانتوں کے درمیان فاصلہ کرنے والیوں اور اللہ پاک کی تخلیق میں تبدیلی کرنے والیوں پر اللہ پاک کی لعنت ہو۔

شرحِ حدیث

اللہ پاک کے کسی پر لعنت فرمانے سے مراد یہ ہے کہ اللہ پاک نے اسے اپنی بارگاہ سے دھتکار دیا اور اپنی رحمت سے دور کر دیا ہے۔[2] چنانچہ علمائے کرام نے مذکورہ تمام کاموں کو گناہِ کبیرہ قرار دیا ہے کہ ان کا ارتکاب کرنے والیوں پر اللہ پاک کی طرف سے لعنت آئی ہے اور لعنت کبیرہ گناہوں کی علامات میں سے ہے۔[3] ذیل میں حدیث پاک کی شرح میں اس بات کا جائزہ پیش کیا جا رہا ہے کہ مذکورہ عورتوں پر لعنت کی وجوہات کیا ہیں اور اب اس کا تدارک کیسے ممکن ہے؟

الواشمات و المستوشمات: یعنی وہ عورتیں جو جسم کو گودتی و گدواتی ہیں۔ مراد سُوئی وغیرہ سے جسم میں چھید لگا کر اس میں رنگ یا سرمہ بھرنا ہے، آج کل اسے ٹیٹوز (Tattoos) بنانا بھی کہا جاتا ہے۔ یاد رکھئے! جسم پہ مختلف ڈیزائن کے ٹیٹوز بنوانا شرعاً ناجائز و ممنوع ہیں۔ اس میں اللہ پاک کی بنائی ہوئی چیز کو تبدیل کرنا ہے اور اللہ پاک کی پیدا کی ہوئی چیزوں میں خلافِ شرع تبدیلی کرنا ناجائز و حرام اور شیطانی کام ہے۔

اگر ٹیٹوز بنوا لیے ہوں تو کیا کریں؟ اگر کسی نے اپنے جسم پر اس طرح نام یا ڈیزائن بنوا لیے تو اگر بغیر شدید تکلیف و تغیر کے اسے ختم کروانا ممکن ہو تو توبہ و استغفار کے ساتھ ساتھ ختم کروانا لازم ہے ورنہ اس کو اسی حال میں رہنے دے اور اللہ پاک کی بارگاہ میں توبہ و استغفار کرتی رہے۔[4] امیر اہلِ سنت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ فرماتے ہیں: میں نے سنا ہے کہ اسے مٹانے کا آسان طریقہ ایجاد ہو گیا ہے۔ ایک ایسا کیمیکل ہے جس سے نہ تو کوئی زخم ہوتا ہے نہ کھال کاٹنے کی نوبت آتی ہے اور یہ مٹ جاتا ہے۔ اگر ایسا ہے تو پھر صاف کروانا ہو گا۔[5]

النامصات و المتنمصات: یعنی وہ عورتیں جو ابرو کے بال نوچ کر باریک کرتی و کرواتی ہیں۔ چنانچہ عورت کے چہرے پر اگر بال آ گئے ہوں تو عام حالت میں اس کے لیے یہ بال صاف کرانا مُباح و جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ کام اگر شوہر کے لیے زینت کی نیت سے ہو تو جائز ہونے کے ساتھ ساتھ مستحب بھی ہے۔ البتہ ابرو بنوانا اس حکم سے مُسْتَثْنٰی (جدا) ہے کہ صرف خوبصورتی و زینت کے لیے ابرو کے بال نوچنا اور اسے بنوانا ناجائز ہے۔ حدیثِ پاک میں ابرو بنوانے والی عورت کے بارے میں لعنت آئی ہے لہٰذا آجکل عورتوں میں ابرو بنوانے کا جو رواج چل پڑا ہے، یہ ناجائز ہے، اس سے ان کو باز آنا چاہئے۔ **ابرو بنوانے کی ایک جائز صورت:** ہاں! ایک صورت یہ ہے کہ ابرو کے بال بہت زیادہ بڑھ چکے ہوں، بھدے (بُرے) معلوم ہوتے ہوں تو صرف ان بڑھے ہوئے بالوں کو تراش کر اتنا چھوٹا کر سکتی ہیں کہ بھدا پن دور ہو جائے، اس میں حرج نہیں۔[6]

ابرو بنوانے والیوں کے جھوٹے حیلے بہانے: بعض خواتین

طرح طرح کے جھوٹے حیلے بہانے بنا کر اپنے دل کو منا لیتی ہیں مثلاً ہم تو شوہر کو خوش کرنے کے لیے ایسا کرتی ہیں، شوہر آئی بروز بنوانے کا کہتا ہے اس لیے بنواتی ہیں وغیرہ۔

یاد رہے! جس کام سے شریعت نے منع کیا ہے وہ منع ہی رہے گا۔ شوہر بلکہ کسی کے بھی حکم دینے سے اس کام کا کرنا جائز نہیں ہو جائے گا۔ کیونکہ اللہ پاک کی نافرمانی میں مخلوق کی بات یا حکم ماننا جائز نہیں۔ شوہر کی فرمانبرداری بھی صرف انہی کاموں میں کی جائے گی جو شریعت کے خلاف نہ ہوں۔

یونہی بعض خواتین آئی بروز بنواتی ہیں اور عذر یہ پیش کرتی ہیں کہ بال بڑے ہو گئے تھے، دیکھنے میں اچھے نہیں لگتے تھے۔ حالانکہ صرف بالوں کا بڑھ جانا عذر نہیں بلکہ اجازت اسی صورت میں ملے گی جب اتنے بڑھ جائیں کہ بھدے (بُرے) معلوم ہوں۔ اس صورت میں بھی صرف بالوں کو اتنا چھوٹا کروانے کی اجازت ہے کہ بھدا پن دور ہو جائے، نہ کہ خوبصورت دکھنے کے لیے باریک کروانے کی۔

المتفلجات: یعنی وہ عورتیں جو خوبصورتی کے لیے ریتی وغیرہ سے دانتوں کو کشادہ کرتی ہیں۔ علامہ یحییٰ بن شرف الدین نووی رحمۃُ اللہِ علیہ لکھتے ہیں: بعض بوڑھی عورتیں اپنی عمر کم ظاہر کرنے اور دانتوں کو خوبصورت بنانے کے لیے مخصوص دانتوں کے درمیان معمولی سی کشادگی کرا لیتی ہیں۔ یہ کام کرنا اور کرانا دونوں حرام ہیں، کیونکہ اس میں اللہ پاک کی بناوٹ کو تبدیل کرنا ہے۔ البتہ علاج کی غرض یا دانتوں میں موجود عیب دور کرنے کے لئے ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں۔[7]

عورت کا زینت اختیار کرنا کیسا: عورت کے لیے زینت حاصل کرنا جائز ہے، بلکہ شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے اپنے شوہر کے لیے زینت اختیار کرنا تو مستحب و کارِ ثواب ہے۔ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: عورت کا اپنے شوہر کے لیے گہنا پہننا، بناؤ سنگار کرنا باعثِ اجرِ عظیم اور اس کے حق میں نمازِ نفل سے افضل ہے۔ بعض صالحات کہ خود اور ان کے شوہر دونوں صاحبِ اولیائے کرام سے تھے، ہر شب بعد نمازِ عشا پورا سنگار کر کے دلہن بن کر اپنے شوہر کے پاس آتیں، اگر انہیں حاجت ہوتی تو حاضر رہتیں، ورنہ زیور و لباس اتار کر مصلے بچھاتیں اور نماز میں مشغول ہو جاتیں۔[8] کنواری لڑکی بھی شریعت کے دائرے میں رہتے ہوئے زینت کر سکتی ہے۔ لیکن زینت انہی چیزوں کے ذریعے حاصل کی جائے جن کو شریعت نے جائز قرار دیا ہے۔ شریعت کی منع کردہ چیزوں میں کوئی زینت نہیں، بلکہ ایسی زینت تو آخرت میں باعثِ وبال ہے۔

زینت کی بعض جائز صورتیں: زینت کی بعض جائز صورتیں یہ ہیں: ❁ حلال اشیا کے ذریعے میک اپ کرنا ❁ آرٹیفیشل بال اور پلکیں لگانا جبکہ انسان یا خنزیر کے بالوں سے بنی ہوئی نہ ہوں البتہ وضو و غسل کرنے کے لئے ان پلکوں کا اتارنا ضروری ہو گا، کیونکہ آرٹیفیشل پلکیں عموماً گوند وغیرہ کے ذریعے اصلی پلکوں کے ساتھ چپکا دی جاتی ہیں اور انہیں اتارے بغیر اصلی پلکوں کو دھونا ممکن نہیں، جبکہ وضو و غسل میں اصلی پلکوں کا ہر بال دھونا ضروری ہے ❁ دھاگے یا اُون کی بنی ہوئی چُٹیا لگانا ❁ کندھوں سے نیچے بالوں کی نوکیں وغیرہ کٹوا کر برابر کرنا ❁ بازو، ہاتھ، پاؤں اور ٹانگوں کے بال اتارنا ❁ ابرو کے علاوہ چہرے کے بال صاف کرنا ❁ آرٹیفیشل جیولری پہننا۔

زینت کی بعض ناجائز صورتیں: زینت کی بعض ناجائز صورتیں یہ ہیں: ❁ مردانہ طرز کے بال کٹوانا (فاسقہ عورتوں کی طرح بطورِ فیشن بال کٹوانا بھی منع ہے) ❁ اَبرو بنوانا ❁ انسان یا خنزیر کے بالوں سے بنی ہوئی وِگ یا پلکیں استعمال کرنا ❁ بالوں میں سیاہ رنگ کا خضاب لگانا۔

---

(1) مسلم، ص905، حدیث: 5573 (2) اصلاحِ اعمال، ص419 (3) جہنم میں لے جانے والے اعمال، 1 / 459 ماخوذاً (4) مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص 208 (5) سردی سے بچنے کے طریقے، ص 12 (6) مختصر فتاویٰ اہلِ سنت، ص 192 ملتقطاً (7) شرح مسلم للنووی، الجزء:14، 7 / 106 ماخوذاً (8) فتاویٰ رضویہ، 22 / 126

آخرت سے متعلق باتیں

صور پر ایمان (پہلی قسط)

بنتِ فیاض عطاریہ مدنیہ
ناظم آباد کراچی

جب قیامت کی تمام نشانیاں پوری ہو جائیں گی تو اللہ پاک کے حکم سے صور پھونکا جائے گا، صور حق ہے اور اس پر ایمان رکھنا لازم ہے، قرآنِ پاک کی کئی آیات میں صور پھونکے جانے کا تذکرہ موجود ہے۔ مثلاً وَنُفِخَ فِی الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُؕ ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾ (پ24، الزمر:68) ترجمہ: اور صُور میں پھونک ماری جائے گی تو جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں سب بیہوش ہو جائیں گے مگر جسے اللہ چاہے پھر اس میں دوسری بار پھونک ماری جائے گی تو اسی وقت وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے۔

صور کیا ہے؟ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: صور ایک سینگ ہے جس میں پھونکا جائے گا۔[1] ایک روایت میں ہے کہ صور کا دائرہ زمین و آسمان کی چوڑائی جیسا ہے۔[2] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: صور سینگ کے اس بگل کا نام ہے جو قیامت میں پھونکا جائے گا۔ اس صور کی بڑائی اس کی آواز کی ہیبت ہمارے خیال و وہم سے وراہے۔ آج ایٹم بم اور چیخنے والے بم کی آواز ہی لوگوں کو مار دیتی ہے، بستیوں میں زلزلے ڈال دیتی ہے، وہ تو صور ہے۔[3]

صور کون پھونکے گا؟ امام قرطبی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: امام ترمذی اور دیگر محدثین رحمۃ اللہ علیہم کی روایت کردہ اَحادیث سے پتا چلتا ہے کہ صاحبِ صور صرف حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور وہی اکیلے صور پھونکیں گے جبکہ ابنِ ماجہ کی ایک روایت کے مطابق حضرت اِسرافیل علیہ السلام کے ساتھ صور پھونکنے میں ایک اور فرشتہ بھی شریک ہو گا۔[4] نیز یہ بھی مروی ہے کہ جب حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے اس وقت جبریل و میکائیل بھی ان کے پاس موجود ہوں گے۔ چنانچہ ایسی ہی ایک روایت کی شرح میں حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جس وقت حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے اس وقت جبریل آپ کے داہنے ہاتھ کی طرف ہوں گے اور میکائیل بائیں طرف، اس حالت میں آپ صور پھونکیں گے اس کی وجہ رب کریم ہی جانے۔[5]

صور کب پھونکا جائے گا؟ صور قیامت کی تمام نشانیوں میں سب سے آخری نشانی ہے، اس کے فوراً بعد قیامت قائم ہو جائے گی، لہٰذا اس کا یقینی علم تو اللہ پاک کو ہی ہے کہ صور کب پھونکا جائے گا، بہر حال اتنا یاد رکھنا چاہئے کہ ایک روایت میں ہے: صور پھونکنے والا فرشتہ بگل منہ میں لے چکا ہے، اپنے سر کو جھکا چکا ہے اور کان لگا کر اس بات کا انتظار کر رہا ہے کہ کب اسے حکم ہو اور وہ صور پھونکے۔[6] البتہ! یہ کس دن پھونکا جائے گا، اس کے متعلق غیب جاننے والے ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تمہارے دنوں میں سب سے افضل دن جمعہ ہے، اسی دن حضرت آدم پیدا ہوئے، اِسی میں ان کی روحِ مبارکہ قبض کی گئی، اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن ہلاکت طاری ہو گی۔[7]

پہلا صور پھونکنے کے وقت کیا ہو گا؟ لوگ اپنے کام کاج میں مصروف ہوں گے کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کو صور پھونکنے کا حکم ہو گا، شروع میں اس کی آواز بہت باریک ہو گی، پھر بہت بلند ہوتی جائے گی، لوگ کان لگا کر سنیں گے اور بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مر جائیں گے، یہاں تک کہ ہر شے فنا ہو جائے گی، اُس وقت سوا اُس واحدِ حقیقی کے کوئی نہ ہو گا، وہ

فرمائے گا: لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَؕ (پ24، المؤمن:16) ترجمہ: آج کس کی بادشاہی ہے؟ کہاں ہیں جبارین و متکبرین؟ مگر ہے کون جو جواب دے! پھر خود ہی فرمائے گا: لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ(۱۶) (پ24، المؤمن:16) ترجمہ: ایک اللہ کی جو سب پر غالب ہے۔[8]

کیا صور پھونکے جانے کے بعد بھی کوئی زندہ رہے گا؟ پہلی مرتبہ صور پھونکنے کے بعد جسے اللہ پاک چاہے گا اسے موت نہ آئے گی۔ اس کے متعلق یہ چار اقوال مروی ہیں: ❶ حضرت ابن عباس رضی اللہُ عنہما کے نزدیک جب پہلا صور پھونکا جائے گا تو حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل علیہم السلام کے علاوہ تمام آسمان اور زمین والے مر جائیں گے۔[9] اس کی وضاحت احیاء العلوم میں کچھ اس طرح کی گئی ہے کہ صور پھونکے جانے کے بعد اللہ پاک کے حکم سے حضرت جبریل، میکائیل، اسرافیل اور عزرائیل زندہ رہیں گے پھر اللہ پاک کے حکم سے حضرت عزرائیل یعنی ملک الموت علیہ السلام پہلے جبریل کی روح قبض کریں گے پھر میکائیل کی اور پھر اسرافیل کی، اس کے بعد اللہ پاک عزرائیل کو مرنے کا حکم فرمائے گا تو وہ بھی مر جائیں گے۔[10] ❷ تفسیر قرطبی میں ہے کہ پہلے نفخہ سے جن لوگوں کو موت نہ آئے گی، ان سے مراد وہ شہدا ہیں جو اپنی تلواریں لٹکائے عرش کے گرد حاضر ہوں گے۔[11] ❸ حضرت کعب احبار رحمۃُ اللہِ علیہ کے قول کے مطابق پہلے صور کے بعد جنہیں موت نہ آئے گی ان کی تعداد 12 ہے: 8 عرش اٹھانے والے فرشتے، جبریل، میکائیل، اسرافیل اور ملک الموت علیہم السلام۔ جبکہ حضرت ضحاک رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ان سے مراد رضوانِ جنت، حورِ عین، نگرانِ دوزخ حضرت مالک علیہ السلام اور عذاب کے وہ فرشتے ہیں جو جہنم پر مامور ہیں۔[12] ❹ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے قول کے مطابق اس وقت جنہیں موت نہ آئے گی وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں، چونکہ آپ (کوہِ طور پر) بے ہوش ہو چکے ہیں اس لئے (پہلی مرتبہ صور پھونکنے سے) آپ دوبارہ بے ہوش نہ ہوں گے۔[13]

صور کتنی بار پھونکا جائے گا؟ صور کتنی مرتبہ پھونکا جائے گا، اس میں اختلاف ہے یعنی چار مرتبہ، تین مرتبہ یا دو مرتبہ؟ زیادہ تر علما کا اس پر اتفاق ہے کہ صور صرف دو مرتبہ پھونکا جائے گا۔ جیسا کہ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃُ اللہِ علیہ دو سے زائد مرتبہ صور پھونکنے کا قول رکھنے والوں کے جواب میں فرماتے ہیں کہ صور صرف دو مرتبہ پھونکا جائے گا، البتہ! ان دونوں کے درمیان سننے والوں کے اعتبار سے کچھ فرق ہو گا یعنی پہلی بار جب صور پھونکا جائے گا تو اس سے ہر زندہ شخص مر جائے گا، مگر جن کو اللہ پاک نے موت سے مستثنیٰ کر لیا ہے وہ صرف بے ہوش ہو جائیں گے اور جب دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو جو مر گئے تھے وہ زندہ ہو جائیں گے اور جو بے ہوش ہوئے تھے وہ ہوش میں آ جائیں گے۔[14] **دوسرا صور کب پھونکا جائے گا؟** مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: ان دونوں نفخوں میں 40 سال کا فاصلہ ہو گا کہ اگر سورج ہوتا اور دن رات نکلتے تو 40 سال کی مدت ہوتی۔[15]

دوسری بار صور پھونکنے کے بعد کیا ہو گا؟ اللہ پاک جب چاہے گا حضرت اسرافیل کو زندہ فرمائے گا اور صور کو پیدا کر کے دوبارہ پھونکنے کا حکم دے گا، صور پھونکتے ہی تمام اوّلین و آخرین، ملائکہ و اِنس و جن و حیوانات موجود ہو جائیں گے۔[16] سب سے پہلے حضور صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم قبر مبارک سے یوں برآمد ہوں گے کہ سیدھے ہاتھ میں حضرت صدیقِ اکبر کا ہاتھ اور بائیں ہاتھ میں حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہما کا ہاتھ ہو گا۔[17]

---

❶ ترمذی، 5/165، حدیث:3255 ❷ مسند اسحاق، 1/75، حدیث:10 ملتقطاً ❸ مراٰۃ المناجیح، 7/354 ماخوذاً ❹ التذکرۃ، ص176 ❺ مراٰۃ المناجیح، 7/362 ❻ سنن کبری للنسائی، 6/316، حدیث:11082 ❼ ابو داود، 1/391، حدیث: 1047 ❽ ترمذی، 5/88، حدیث:3712 ماخوذاً ❾ تفسیر خازن، المومنون، 3/332 ❿ احیاء العلوم، 5/270 ⓫ تفسیر قرطبی، 8/203 ⓬ تفسیر قرطبی، 8/203 ⓭ تفسیر کبیر، 9/476 ⓮ فتح الباری، 7/369 ⓯ مراٰۃ المناجیح، 7/354 ⓰ بہارِ شریعت، 1/128 ⓱ ترمذی، 5/88، حدیث:3712 ماخوذاً

حمل کی تکلیف: بی بی آمنہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: میں نے زمانہ حمل میں کسی طرح کی تکلیف اٹھائی نہ کوئی بوجھ محسوس کیا۔[1] سیرت حلبیہ میں آپ رضی اللہُ عنہا کا یہ قول مروی ہے کہ مجھے حمل سے پیدائش تک کوئی تکلیف محسوس نہیں ہوئی۔[2] مگر مواہب اللدنیہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا یہ فرمانِ عالیشان مروی ہے کہ میری والدہ نے دیگر عورتوں کی طرح حمل کا بوجھ محسوس کیا اور اپنی سہیلیوں سے اس کا تذکرہ بھی کیا، پھر میری والدہ نے ایک خواب دیکھا کہ ان کے بطن اطہر میں جو کچھ ہے وہ نور ہے۔ دورانِ حمل چونکہ بوجھ محسوس کرنے اور نہ کرنے دونوں طرح کی روایات مروی ہیں، لہٰذا علمائے کرام نے ان روایات میں یوں تطبیق دی ہے کہ ابتدائی حالت میں بوجھ تھا، پھر کچھ وقت گزرنے کے بعد یہ کیفیت بھی ختم ہوگئی۔[3]

دورانِ حمل کے عجائبات: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی والدہ ماجدہ کے بطن اطہر میں پورے نو مہینے تشریف فرما رہے۔ اس دوران حضرت آمنہ رضی اللہُ عنہا کے سر یا پیٹ میں کوئی درد اور کسی قسم کی تکلیف نہ ہوئی، بلکہ حاملہ عورتوں کو جو تکالیف ہوتی ہیں آپ ان سے بھی محفوظ رہیں۔[4]

امام ابو نعیم اصفہانی رحمۃُ اللہِ علیہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہُ عنہا فرماتی ہیں: جب میں چھ ماہ کی حاملہ تھی تو کوئی میرے خواب میں آیا اور کہنے لگا: اے آمنہ! آپ کو تمام جہاں سے بہتر ہستی کی ماں بننے کا شرف ملنے والا ہے، لہٰذا جب یہ ہستی دنیا میں تشریف لائے تو اس کا نام محمد رکھئے گا اور اپنے معاملے (یعنی آپ جو انوار و تجلیات وغیرہ دیکھیں، ان) کو کسی پر ظاہر مت کیجئے گا۔[5] ایک روایت میں ہے کہ سیدہ آمنہ نے خواب دیکھا کہ کوئی انہیں کہہ رہا ہے کہ آپ تمام مخلوقِ خدا سے بہتر اور تمام جہانوں کے سردار کی ماں بننے والی ہیں۔ لہٰذا جب وہ پیدا ہوں تو ان کا نام محمد اور احمد رکھئے گا، نیز ان کے گلے میں یہ تعویز ڈال دیجئے گا۔ چنانچہ جب آپ بیدار ہوئیں تو اپنے سر کے قریب سنہری حروف سے لکھی ہوئی ایک تحریر موجود پائی۔ (اس تحریر کا مفہوم کچھ یوں ہے) میں پناہ مانگتی ہوں اللہ وحدہ لاشریک کی ہر حاسد کے شر سے، ہر بھٹکی مخلوق سے، کھڑی ہو یا بیٹھی ہو، جو سیدھی راہ سے ہٹی ہوئی اور فساد کیلئے کوشاں ہے۔ نیز پناہ مانگتی ہوں ہر پھونکنے اور گرہ لگانے والے سے اور مردود مخلوق سے جو لوگوں کی گزرگاہوں پر گھات لگائے بیٹھتی ہے۔ میں اس بچے کو خدائے برتر کی پناہ میں دیتی ہوں اور اسی کے ظاہری و باطنی دست قدرت کے حوالے کرتی ہوں کہ اللہ پاک کا دست قدرت ہی تمام مخلوق پر غالب ہے اور اللہ پاک نے انہیں اپنے حجاب میں لے رکھا ہے، لہٰذا کوئی بھی انہیں تا ابد کسی حال میں نقصان نہ پہنچا پائے گا۔[6] یہ روایت اگرچہ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ سیرت کی کئی کتب میں موجود ہے، مگر شرف مصطفٰی نامی کتاب میں اس کے بعد یہ اضافہ بھی موجود ہے کہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے اس خواب اور تعویز کا ذکر چند عورتوں سے کیا تو انہوں نے مجھے مشورہ دیا کہ (یہ کوئی آسیب ہے، لہٰذا) اپنے گلے اور بازو پر لوہے کی کوئی چیز باندھ لوں، چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا مگر چند

ہی دنوں میں وہ لوہے کی چیز خود بخود ٹوٹ گئی اور میں جب بھی اسے باندھتی ایسا ہی ہوتا، لہٰذا میں نے باندھنا ہی چھوڑ دیا۔[7]

نور سے سارا جہان منور ہو گیا: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ابھی اپنی والدہ ماجدہ کے شکم میں ہی تھے کہ ایک بار ان سے ایسا نور نکلا جس سے سارا جہان منور ہو گیا اور انہوں نے بصرے کے محلات دیکھے۔ بصرہ شام کی جانب ایک شہر کا نام ہے، اسی قسم کا ایک واقعہ ولادت کے وقت میں بھی منقول ہے۔[8] چنانچہ علامہ سید احمد بن زینی دحلان مکی اپنی کتاب السیرۃ النبویہ میں ان دونوں واقعات میں فرق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ حضرت آمنہ نے جو نور حمل مبارک کے وقت دیکھا تھا وہ خواب میں تھا اور جو ولادت باعث ہزار سعادت کے وقت دیکھا تھا وہ عالم بیداری میں تھا۔[9]

ابن رجب حنبلی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ولادت کے وقت نور کے ظہور سے اس طرف اشارہ ہے کہ آپ ایسا نور لے کر آئے ہیں جس کے ذریعے تمام اہل زمین کو ہدایت کی دولت نصیب ہو گی اور شرک کی تاریکی دور ہو گی۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِیْنٌۙ(۱۵) یَّهْدِیْ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَ یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِهٖ وَ یَهْدِیْهِمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ(۱۶)[10]

(پ6، المائدۃ: 15، 16) ترجمہ کنز العرفان: بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آگیا اور ایک روشن کتاب۔ اللہ اس کے ذریعے اسے سلامتی کے راستوں کی ہدایت دیتا ہے جو اللہ کی مرضی کا تابع ہو جائے اور انہیں اپنے حکم سے تاریکیوں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اور انہیں سیدھی راہ کی طرف ہدایت دیتا ہے۔

جہاں تک حضور کی ولادت کے وقت نور سے بصریٰ کے محلات روشن ہونے کا تعلق ہے تو وہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ملک شام نور نبوت کے ساتھ خاص ہو گا کیونکہ وہ آپ کی بادشاہت والے ملک کا شہر ہے جیسا کہ حضرت کعب الاحبار رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: سابقہ کتب میں یہ لکھا ہوا ہے: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اللہ پاک کے رسول ہیں، ان کی جائے پیدائش مکہ، ہجرت کا مقام مدینہ منورہ اور بادشاہت ملکِ شام میں ہو گی۔ چنانچہ مکہ مکرمہ سے نبوت محمدی کی ابتدا ہوئی اور آپ کی بادشاہت ملک شام تک پہنچی اور اسی لیے آپ کو معراج کی شب ملک شام کی جانب بیت المقدس تک سیر کرائی گئی جیسا کہ آپ سے قبل حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے بھی ملک شام کی طرف ہجرت فرمائی تھی۔[11]

پیدائش سے پہلے ربیع الاول کی ہر رات بشارت: علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں: ربیع الاول کی پہلی رات سیدہ آمنہ کو سرور و مسرت حاصل ہوئی۔ دوسری رات آرزو پانے کی بشارت دی گئی۔ تیسری رات میں کہا گیا کہ آپ اس ہستی کی ماں بننے والی ہیں جو ہماری حمد و شکر بجالائے گی۔ چوتھی رات میں آپ نے آسمانوں سے فرشتوں کی تسبیح کی آواز سنیں۔ پانچویں رات حضرت ابراہیم کو خوش خبری دیتے ہوئے سنا کہ اے آمنہ! مدح و عزت کے مالک کی ماں بننے کا شرف پانے پر خوش ہو جاؤ۔ چھٹی رات میں فرحت و برکت مکمل ہو گئی۔ ساتویں رات میں نور چمکا اور مدھم نہیں ہوا۔ آٹھویں رات میں فرشتوں نے سیدہ آمنہ کے گرد طواف کیا۔ نویں رات میں سیدہ آمنہ کی سعادت و غنا ظاہر ہوئی۔ دسویں رات میں فرشتوں نے شکر و ثنا کے ساتھ **لا الٰہ الا اللہ** کا ورد کیا۔ گیارہویں رات میں سیدہ آمنہ سے مشقت و تھکاوٹ دور ہو گئی۔[12]

آسمان و زمین سے ندا کا آنا: سیدہ آمنہ فرماتی ہیں کہ حمل کے ہر ماہ میں آسمان و زمین کے درمیان یہ آواز سنا کرتی کہ آپ کو مبارک ہو وہ وقت قریب آپہنچا ہے کہ ابو القاسم دنیا میں جلوہ افروز ہونے والے ہیں جو صاحب خیر و برکت ہیں۔[13]

---

❶ خصائص الکبری للسیوطی مترجم، ص140 ❷ سیرت حلبیہ، 1/ 69 ❸ مواہب اللدنیہ، 1/ 62 ❹ مواہب اللدنیہ، 1/ 63 ❺ دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص362، حدیث:555 ❻ دلائل النبوۃ لابی نعیم، ص77، حدیث: 78 ❼ شرف المصطفیٰ، 1/ 351، حدیث:97 ❽ مدارج النبوت مترجم، 2/ 28 ❾ السیرۃ النبویۃ، 1/ 45 ❿ لطائف المعارف، ص173 ⓫ لطائف المعارف، ص174 ⓬ مولد العروس اردو، ص73 ⓭ مدارج النبوت مترجم، 2/ 28

حضرت یوسف علیہ السّلام اللہ پاک کے بہت ہی پیارے نبی ہیں، آپ کے والد، دادا اور پردادا سب نبی تھے، آپ پر بھی اپنے والد کی طرح بہت سی آزمائشیں آئیں لیکن اللہ پاک نے آپ کو تمام امتحانات میں شاندار کامیابی عطا فرمائی۔ قرآنِ کریم میں آپ کے نام کی پوری سورت نازل فرمائی جس میں آپ کے مختلف واقعات کو اَحْسَنَ الْقَصَص سے تعبیر فرمایا اور سب سے پہلا قصّہ خواب والی بات سے شروع ہوا۔ اس سورت میں ذکر کیا گیا ہے کہ کس طرح آپ پر بڑی بڑی مصیبتیں آئیں لیکن آپ نے اللہ پاک کی کرم نوازی و حکمتِ عملی سے ان تمام چیزوں میں کامیابی پائی اور سرخرو ہوئے، آپ کی زندگی کے ان واقعات کو پڑھ کر لوگوں کو احساسِ کمتری سے نجات اور انقلاب کا جذبہ ہی نہیں ملتا، بلکہ نئی بلندیوں اور عروج تک پہنچنے کا حوصلہ بھی ملتا ہے اور مایوسیاں دور ہوتی ہیں۔ چنانچہ ذیل میں آپ سے منسوب معجزات کے علاوہ چند ایسی باتیں بھی نقل کی جائیں گی جو عجائب و غرائب سے تعلق رکھتی ہیں:

جس کنویں میں آپ کو ڈالا گیا، اس سے متعلق 3 عجائبات:

1 حضرت یوسف علیہ السّلام کے بچپن میں آپ کے بھائیوں نے حسد کی وجہ سے آپ کو گھر سے دور لے جا کر جس کنویں میں ڈالا تھا، اس وقت اس کنویں کا پانی کھارا تھا، لیکن آپ کی برکت سے وہ کھارا پانی میٹھا ہو گیا۔[1] 2 جب آپ علیہ السّلام کنویں سے باہر جانے لگے تو کنویں کی دیواریں آپ کی جُدائی میں رونے لگیں۔[2] 3 اسی کنویں میں ایک اژدھے نے آپ کو تکلیف پہنچانا و ڈرانا چاہا تو حضرت جبریل علیہ السّلام نے اسے ایسا دھکا دیا کہ اس کی تمام نسل بہرہ ہو گئی۔[3]

حسن بے مثال کے عجائبات: اللہ پاک نے حضرت یوسف علیہ السّلام کو بلاشبہ حسنِ بے مثال عطا فرمایا تھا جس کی تصدیق ہمارے آقا صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بھی ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ معراج کی شب تیسرے آسمان میں جب میں نے حضرت یوسف کو دیکھا تو ان کے حُسن نے مجھے حیران کر دیا، وہ اپنے حُسن کے سبب (واقعی) لوگوں پر فضیلت رکھنے والے تھے۔[4]

حضرت یوسف علیہ السّلام کے حسن سے متعلق کئی عجیب و غریب باتیں منقول ہیں۔ مثلاً 1 ایک مرتبہ اللہ پاک نے جب آپ کے حسنِ حقیقی سے پردہ اٹھایا تو لوگ دیدار کے لئے بے قرار ہو کر دوڑ پڑے اور اس ازدحام میں 25000 مرد و عورت ہلاک ہو گئے اور آپ کے حسن کی تاب نہ لا کر مزید 5000 مرد اور 360 عورتوں نے دم توڑ دیا۔[5] 2 ایک بار آپ کے زمانے میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے اور بھوک سے حالت انتہائی تشویش ناک ہو گئی تو لوگوں نے آپ سے شکایت و فریاد کی، لہٰذا آپ نے بارگاہِ خداوندی میں لوگوں پر رحم کی دعا کی تو اللہ پاک نے فرمایا: میں تمہارا جمال لوگوں کے لئے غذا بنا دوں گا۔ چنانچہ آپ نے لوگوں کو جمع کیا اور انہیں اپنا چہرہ دکھایا تو لوگوں کی بھوک جاتی رہی اور باقی 40 دن بھی لوگوں نے اسی طرح گزارے۔[6] 3 ایک مرتبہ ایک مادر زاد اندھا لڑکا آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا تاکہ آپ اس کی آنکھیں ٹھیک کر دیں۔ چنانچہ آپ نے اپنا نورانی چہرہ جب اس لڑکے کی طرف کیا اور آپ کے چہرے کی روشنی اور شعاعیں اس پر پڑیں تو اللہ پاک نے اسے آنکھیں عطا فرما دیں۔[7] 4 در

منشور میں ہے کہ آپ علیہ السّلام جب مصر کی گلیوں میں چلتے تو آپ کے چہرے کی چمک دیواروں پر اس طرح پڑتی جس طرح پانی اور سورج کی چمک دیواروں پر پڑتی ہے۔[8]

حسن یوسف دم عیسی ید بیضا داری　آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

گناہ سے بچنے پر دو عجائبات کا ظہور: ❶ عزیزِ مصر کی بیوی نے آپ کو اپنے محل کے انتہائی اندرونی کمرے میں دعوتِ گناہ دینے سے پہلے تمام دروازوں پر تالے لگا دیئے تاکہ آپ بھاگ نہ سکیں۔ مگر اللہ پاک کی شان کہ جب آپ دوڑ کر دروازے کے پاس پہنچتے تو تالے خود بخود ٹوٹ کر گرتے چلے گئے۔[9] ❷ حضرت یوسف علیہ السّلام کے پیچھے بھاگتے ہوئے جب عزیزِ مصر کی بیوی بھی محل سے باہر نکلی تو اچانک سامنے اپنے شوہر کو دیکھ کر حضرت یوسف پر غلط ارادے کا الزام لگا دیا، مگر جب حضرت یوسف علیہ السّلام نے اس الزام کو رد کرتے ہوئے حقیقت بیان کی تو عزیز مصر نے آپ سے دلیل طلب کی، اس پر آپ نے فرمایا: اس گھر میں زلیخا کے ماموں کا 4 ماہ کا ایک بچہ ہے، اس سے پوچھ لیں۔ عزیزِ مصر نے حیرانی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ پاک اس بات پر قادر ہے کہ اس کو بولنے کی قوت دے اور میری بے گناہی ثابت کر دے۔ چنانچہ اس بچے سے پوچھا گیا تو اس نے اللہ پاک کی قدرت سے یوں کلام کیا: اگر اِن کا کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو تو عورت سچی ہے، لیکن اگر پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی ہے۔ یعنی اگر حضرت یوسف آگے بڑھے اور زلیخا نے ان کو ہٹایا تو کرتا آگے سے پھٹا ہوا ہو گا اور اگر وہ اس سے بھاگ رہے تھے اور زلیخا پیچھے سے پکڑ رہی تھی تو کرتا پیچھے سے پھٹا ہوا ہو گا۔[10]

خوابوں کی درست تعبیر: اللہ پاک نے بطورِ معجزہ آپ کو خوابوں کی درست تعبیر کا علم ہی عطا نہ فرمایا بلکہ آپ خواب دیکھنے والے کو اس کا خواب تک بتا دیا کرتے تھے کہ تم نے یہ خواب دیکھا ہے اور اس کی تعبیر یہ ہے۔ جیسا کہ شاہِ مصر کے سامنے جب آپ نے اس کا خواب اور اس کی تعبیر بیان کی تو وہ بولا: خواب کا عجیب ہونا تو اپنی جگہ لیکن آپ کا اس طرح بیان فرمادینا اس سے بھی زیادہ عجیب تر ہے۔[11]

بابرکت قمیص: حضرت یوسف علیہ السّلام کی جدائی پر چونکہ حضرت یعقوب علیہ السّلام روتے رہتے تھے، لہذا ان کی بینائی چلی گئی، جب یہ بات حضرت یوسف کو معلوم ہوئی تو آپ نے اپنی قمیص دے کر بھیجی اور کہا کہ یہ ان کے چہرے پر ڈال دینا اللہ کے حکم سے ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا، یہ مکمل واقعہ سورہ یوسف میں مذکور ہے۔[12]

دعائے یوسفی کی برکتیں: ❶ ایک دن حضرت یوسف علیہ السّلام کا گزر زلیخا کے پاس سے ہوا تو وہ بولیں: سب تعریفیں اس خدا کے لیے جس نے ایک غلام کو اپنی عبادت کے بدلے بادشاہ بنا دیا اور بادشاہ کو اس کی نافرمانی کے بدلے غلام بنا دیا۔ تو حضرت یوسف علیہ السّلام نے ان کے لئے دعا کی تو ان کا بڑھاپا جوانی میں بدل گیا۔[13] ❷ جس شخص نے آپ علیہ السّلام کو کنویں سے نکال کر عزیزِ مصر کو بیچا تھا، اسے جب بعد میں آپ کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ شرمندہ ہوا اور معافی مانگی تو آپ نے اس کو معاف کر دیا اور اس کے لئے دعا فرمائی جس کی برکت سے اللہ پاک نے اسے لگاتار 12 مرتبہ جڑواں بیٹے عطا فرمائے۔[14]

70 زبانوں میں کلام: جب آپ عزیزِ مصر کے پاس آئے تو اس نے آپ سے 70 زبانوں میں گفتگو کی اور آپ نے ہر زبان میں اس کو جواب دیا، اس پر وہ بہت حیران ہوا کہ آپ نے صرف 30 سال کی عمر میں اتنی زبانیں کیسے سیکھ لیں، یقیناً یہ بھی آپ کا عظیم معجزہ ہے۔[15]

---

❶ تفسیر معالم التنزیل، 2 /350 ❷ تفسیر معالم التنزیل، 2 /350 ❸ تفسیر روح البیان، 4 /224 ❹ تاریخ ابن عساکر، 35 /146، حدیث: 7132 ❺ تفسیر بحر المحیط، ص 61 تا 63 ❻ قصص الانبیاء، ص 183 ❼ قصص الانبیاء، ص 183 ❽ تفسیر درّ منثور، 4 /532 ❾ تفسیر روح البیان، 4 /240 ❿ الکامل فی التاریخ، 1 /108 ⓫ سیرت الانبیاء، ص 446 ⓬ سیرت الانبیاء، ص 464 ملخصاً ⓭ تفسیر قرطبی، 5 /150 ملخصاً ⓮ تفسیر در منثور، 4 /517 ⓯ قصص الانبیاء لابن کثیر، ص 288

شرحِ سلامِ رضا

بنت اشرف عطاریہ مدنیہ
ڈبل ایم اے (اردو، مطالعہ پاکستان)
گوجرہ منڈی بہاؤ الدین

(29)

سببِ ہر سبب منتہائے طلب
عِلّتِ جملہ علّت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: سبب: وسیلہ۔ منتہا: منزل مقصود۔ طلب: تلاش۔ علت: باعث۔ جملہ: تمام۔

مفہومِ شعر: ہر وجود کا سبب اور ہر طلب کی انتہا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذات ہے۔ اس کائنات کو معرضِ وجود میں لانے کا سبب جو ذات بنی اس پہ لاکھوں سلام۔

شرح: سببِ ہر سبب / علتِ جملہ علت: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم بلاشبہ ہر شے کے وجود کا سبب ہیں، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اللہ پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی: اے عیسیٰ! محمدِ عربی (صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم) پر ایمان لاؤ اور اپنی اُمّت میں سے ان کا زمانہ پانے والوں کو بھی ان پر ایمان لانے کا حکم دو۔ اگر وہ نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا اور نہ جنت و دوزخ بناتا۔[1] ایک روایت میں ہے کہ حضرت جبریلِ امین علیہ السلام بارگاہِ رسالت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے: آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے: بے شک میں نے دنیا اور دنیا والوں کو اس لئے پیدا فرمایا ہے تاکہ اے محبوب! میرے نزدیک تمہاری جو قدر و منزلت ہے وہ انہیں بتاؤں اور اگر تم نہ ہوتے تو میں دنیا کو پیدا نہ فرماتا۔[2]

منتہائے طلب: اس کائنات کو پیدا کرنے کی وجہ حضور ہیں تو معرفتِ الٰہی کو پانے اور منزلِ مقصود تک پہنچنے کا ذریعہ بھی آپ ہی ہیں۔ قرآنِ پاک میں ہے: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ یَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ(۳۱) (پ 3، اٰل عمرٰن: 31) ترجمہ: اے حبیب! فرما دو کہ اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرے فرمانبردار بن جاؤ اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

معلوم ہوا! نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبت ہی ایسی چیز ہے جس کے ذریعے اللہ پاک کی محبت کو پایا جاسکتا ہے اور آپ کی محبت گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہے۔

(30)

مصدرِ مظہریّت پہ اظہر درود
مظہرِ مصدریّت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: مصدر: اصل۔ مظہریّت: ظہور ہونا۔ اَظہر: روشن۔ مظہر: جائے ظہور۔ مصدریّت: صادر ہونا۔

مفہومِ شعر: دُرود ہو اس ذات پر جو اللہ پاک کے نور کے ظہور کا سرچشمہ ہے اور لاکھوں سلام اس پر جس کے نور کا ظہور اللہ پاک کی ربوبیت کا ظہور ہے۔

شرح: اللہ پاک فرماتا ہے: لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرَّبُوبِيَّة اگر محمد نہ ہوتے تو میں اپنے رب ہونے کو ظاہر نہ کرتا۔[3] حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کی: یارسولَ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! مجھے بتایئے کہ اللہ پاک نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا فرمایا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے جابر! بے شک اللہ پاک نے تمام اشیا سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا فرمایا، پھر یہ نور اللہ پاک کی مشیت کے موافق جہاں چاہا سیر کرتا رہا۔ اس وقت لوح تھی نہ قلم، جنت تھی نہ دوزخ، فرشتے تھے نہ آسمان و زمین، سورج تھا نہ چاند، جن تھے نہ انسان۔[4]

(31)

جس کے جلوے سے مُرجھائی کلیاں کھلیں
اس گُلِ پاک مَنبت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: جلوہ: دیدار، جھلک۔ مُرجھائی: سوکھی۔ گل: پھول۔ مَنبت: اگا ہوا۔

مفہومِ شعر: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دیدار سے دلوں کی مرجھائی کلیاں کھلتی ہیں۔ اس خوبصورت پھول کی تازہ اُٹھان پر لاکھوں سلام۔

شرح: ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو اللہ پاک نے حسن و جمال کی لازوال دولت عطا فرمائی۔ اس کائنات کا سارا حسن نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حسن و جمال کا صدقہ ہے۔ جو ایک بار نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی زیارت کرلیتا وہ آپ کا دیوانہ ہو جاتا، آپ کے چہرے کی زیارت سے غمزدوں کے غم دور ہو جاتے، آپ کے دیدار سے دلوں کی مرجھائی کلیاں کھل اٹھتی ہیں، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ٹکٹکی باندھ کر آپ کے مبارک چہرے کی زیارت کرتے رہتے اور آپ کے جلووں سے لطف اندوز ہوتے کیونکہ اللہ پاک نے آپ کو بے مثال حسن و جمال عطا فرمایا۔ جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی حضور کو یوں دیکھ رہے تھے کہ نظر ہٹاتے ہی نہیں تھے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے جب ان سے اس کی وجہ دریافت فرمائی تو انہوں نے عرض کی: بِاَبِیۡ اَنۡتَ وَاُمِّیۡ اَتَمَتَّعُ مِنَ النَّظَرِ اِلَیۡکَ یعنی میرے ماں باپ آپ پر قربان! میں آپ کے چہرۂ انور کی زیارت سے لطف اندوز ہوتا ہوں۔ (5)

حُسنِ یوسف پہ کٹیں مِصر میں اَنگشتِ زَناں
سَر کٹاتے ہیں تِرے نام پہ مردانِ عرب

(32)

قدِ بے سایہ کے سایۂ مرحمت
ظلِّ ممدودِ رافت پہ لاکھوں سلام

مشکل الفاظ کے معانی: مرحمت: رحمت و کرم۔ ظل: سایہ۔ ممدود: دائمی۔ رافت: مہربانی۔

مفہومِ شعر: لاکھوں درود اور سلام ہوں اس ذات پر کہ جس کے جسم کا سایہ نہ تھا، البتہ! اس کے رحم و کرم کا سایہ ساری دنیا پر پھیلا ہوا ہے۔

شرح: قدِ بے سایہ: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے حسن و جمال کی لطافت کا یہ عالم ہے کہ آپ کے جسم مبارک کا سایہ نہ تھا۔ جس کی وجہ بیان کرتے ہوئے امام ابنِ سبع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور نور تھے، اس لئے جب آپ دھوپ یا چاندنی میں چلتے تو آپ کا سایہ نظر نہ آتا۔ اس قول کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں حضور کی اس دعا کا ذکر ہے جس میں آپ نے فرمایا: وَاجۡعَلۡنِیۡ نُوۡرًا یعنی یااللہ! مجھ کو سراپا نور بنادے۔ ظاہر ہے کہ جب آپ سراپا نور تھے تو پھر آپ کا سایہ کہاں سے پڑتا! (6)

سایۂ مرحمت: حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ظاہری طور پر سایہ نہ تھا، لیکن حقیقت میں تمام جہانوں کیلئے آپ سایۂ رحمت ہیں۔

ظل ممدود: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت میں ایک ایسا درخت ہے جس کے سائے میں سوار سو سال تک دوڑتا رہے تب بھی اسے طے نہ کر سکے گا، اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھ لو: وَّ ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ ﴿۳۰﴾ (پ27، الواقعۃ:30) (ترجمہ: اور دراز سائے میں۔) (7)

یہاں حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سایۂ رحمت کو ظلِّ ممدودِ رافت کہا گیا ہے۔ کیونکہ آپ کا سایۂ رحمت بھی ہمیشہ رہنے والا ہے۔ اس لئے کہ آپ نے اپنی گنہگار اُمّت کو ہمیشہ یاد رکھا، بوقتِ پیدائش، سفر معراج یہاں تک کہ قیامت کے دن بھی نہ بھولیں گے۔

لوگ کہتے ہیں کہ سایہ تیرے پیکر کا نہ تھا
میں تو کہتا ہوں جہاں بھر پہ ہے سایہ تیرا

---

1 مستدرک، 3/516، حدیث: 4285 2 خصائص کبریٰ، 2/330 ملتقطاً 3 مکتوباتِ امام ربانی، 2/146، مکتوب: 124 4 المواھب اللدنیہ، 1/37 5 الشفاء، 2/20 6 شرح زرقانی، 5/525-524 7 بخاری، 3/345، حدیث: 4881

مدنی مذاکرہ

(1) نمک کے استعمال میں احتیاط

سوال: نمک کے استعمال میں کیا احتیاط کرنی چاہیے؟

جواب: اللہ پاک کے فضل و کرم میں سے ایک نمک بھی ہے۔ یہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اللہ پاک کی شان ہے کہ جس نعمت کی بندے کو زیادہ ضرورت ہے وہ یا تو سستی کر دی یا بالکل ہی مفت کر دی۔ نمک سے زیادہ ہوا کی ضرورت ہے کہ اگر ہوا ایک منٹ کے لیے بند ہو جائے تو بندے ڈھیر ہونا شروع ہو جائیں، لیکن اللہ پاک نے ہوا بالکل مفت کر دی۔ نمک بھی ضروری ہے، لیکن اس کی اتنی فراوانی اور کثرت ہے کہ یہ سستا ہے۔ بہر حال ہر چیز کے اِستعمال میں اعتدال ضروری ہوتا ہے، ہر چیز کی ایک Limit (یعنی حد) ہوتی ہے، Limit (یعنی حد) سے جو بھی چیز زیادہ استعمال ہو گی تو وہ نقصان کرے گی، جیسے ہوا ضروری ہے، لیکن اگر کسی کے منہ پر پائپ رکھ کر ہوا ڈالتے رہیں تو پھر کیا ہو گا؟ یہ نعمت زحمت بن جائے گی۔ اسی طرح نمک یقیناً نعمت ہے، لیکن اس کا بے تحاشا استعمال نقصان دہ ہے۔

انسانی جسم کے لیے نمک کی جتنی ضرورت ہے تو وہ غذاؤں کے ذریعے پوری ہو جاتی ہے جیسے پھل فروٹ میں بھی نمک ہوتا ہے۔ روٹین کے کھانے کے علاوہ اضافی نمک جو لوگ کھاتے ہیں جیسے پکوڑے، سموسے، کباب اور نمکو وغیرہ توان چیزوں میں موجود نمک بدن میں نمک کی مقدار بڑھنے کا سبب بنتا ہے۔ پھر اگر کھانا پیٹ بھر کر کھاتے ہیں تو اس سے بھی نمک کی مقدار پیٹ میں زیادہ جائے گی، جس سے بلڈ پریشر ہائی ہو گا۔ اگر کسی کا بلڈ پریشر ہائی نہیں ہوتا تو اس سے وہ یہ نہ سمجھے کہ مجھے نمک سے نقصان نہیں ہو رہا۔

گردے فیل ہونے کا ایک سبب

اللہ پاک نے اعضا کو جو قوت دی ہے تو اس کی ایک حد ہے۔ نمک جب گردوں میں پہنچتا ہے تو گردے اپنی طاقت سے اس کو حل کر کے نکالتے ہیں، لیکن جب Limit (یعنی حد) سے زیادہ نمک جاتا ہے تو گردوں کو محنت زیادہ کرنی پڑتی ہے، اب کوئی بھی چیز جب اپنی طاقت سے زیادہ محنت کرے گی تو اس کے Damage (خراب) ہونے کا امکان تو رہتا ہے۔ زیادہ نمک ہونے کی وجہ سے کچھ نہ کچھ مقدار گردے میں رُک کر اِدھر اُدھر چپک جاتی ہے اور اس سے گردے میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

آج کل ویسے بھی سننے میں آتا رہتا ہے کہ اس کے گردے فیل ہو گئے، اس کے گردے فیل ہو گئے۔ کثرت سے گردوں کے فیل ہونے کی ایک وجہ یہ ہے کہ لوگ نمک زیادہ مقدار میں استعمال کرتے ہیں اور پھر پانی کم پیتے ہیں، اگر پانی زیادہ پیتے تو گردے اچھی طرح فلٹر کرتے اور نمک چپکا نہ رہ جاتا، لیکن نمک رہ جانے کے سبب پھر گردے فیل ہو جاتے ہیں۔ ہم اللہ پاک سے عافیت کا سُوال کرتے ہیں۔ بہر حال

نمک محدود مقدار میں ہی کھائیے اور غیر ضروری نمک کے استعمال سے خود کو بچائیے۔ کھانے کے علاوہ جو دیگر اضافی چیزیں وقتاً فوقتاً کھاتے رہتے ہیں ان سے اگر بچیں گے تو ان شاءاللہ گردے بھی محفوظ رہیں گے، بلڈ پریشر اور کئی بیماریوں سے بھی حفاظت رہے گی۔

(2) کون سا نمک استعمال کرنا چاہیے؟

سوال: کھانے میں سمندری نمک استعمال کیا جائے یا کان کا نمک؟ جو ڈیلر منافع کے لیے نمک میں ملاوٹ کر کے بیچتے ہیں ان کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

جواب: میری ناقص معلومات کے مطابق پہاڑی نمک جسے لاہوری نمک بھی کہتے ہیں یہ زیادہ مفید ہے۔ ہم لوگ بڑا پیس لے کر اسے کوٹ کر استعمال کرتے ہیں۔ لاہوری نمک پِسا ہوا بھی ملتا ہے، لیکن اس میں کنکر پتھر کا مکس ہونا ممکن ہے، اس لیے کہ ملاوٹ کرنے والے تو پانی میں بھی ملاوٹ کر کے منرل واٹر کے نام پر بیچتے ہیں۔ ترقی یافتہ ممالک میں سختی ہوتی ہے جس کے سبب وہاں خالص پانی دستیاب ہو جاتا ہے، لیکن کم ترقی یافتہ ممالک میں ملاوٹیں زیادہ ہوتی ہیں۔ لہٰذا ملاوٹ کرنے والے نمک میں بھی پتھر وغیرہ پیس دیتے ہوں گے۔ اللہ پاک انہیں ہدایت دے کہ اتنی سستی چیز میں بھی ملاوٹ کرتے ہیں اور پیسے کھینچنے کیلئے لوگوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں۔

نمک میں اگر ملاوٹ کو چیک کرنا چاہیں تو تھوڑا سا نمک پانی میں گھلا لیں، اگر نمک گھلنے کے بعد کچھ ذرات پانی کی تہہ میں نظر آئیں تو یہ ملاوٹ والا کچرا ہو گا جو پانی میں گھلا نہیں۔[1]

(3) کیا گرا ہوا نمک پلکوں سے اُٹھانا پڑے گا؟

سوال: اگر کوئی نمک گرا دے تو بعض لوگ کہتے ہیں: "اسے قیامت کے دن پلکوں سے اُٹھانا پڑے گا" کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: اگر کوئی نمک گرا دے تو "اسے قیامت کے دن پلکوں سے اُٹھانا پڑے گا" یوں ہی "اگر اس طرح پیشاب کرو گے تو قبر میں پیشاب آئے گا" یہ عوامی بے سر و پا (جھوٹی، بے بنیاد) باتیں ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔ میں بھی بچپن سے یہ باتیں سنتا آ رہا ہوں، لیکن آج تک نہ کسی کتاب میں پڑھیں اور نہ کسی عالمِ دین سے سنیں۔

عوام کو چاہیے کہ ثواب، عذاب اور قیامت کے متعلق کوئی بھی بات اپنی رائے سے بیان نہ کریں، کیونکہ ان باتوں کا تعلق انبیائے کرام علیہمُ الصّلوٰۃ والسّلام کے بتانے سے ہے۔ لہٰذا ثواب، عذاب اور قیامت کے متعلق جو باتیں ہیں انہیں عُلَمائے کِرام سے سُن کر یا پوچھ کر ہی آگے بیان کیا جائے۔[2]

(4) کیا مرچ کھانے سے زبان تیلی ہوتی ہے؟

سوال: لوگ بولتے ہیں: "مرچ کھانے سے زبان تیلی ہوتی ہے اور پڑھنا آتا ہے" کیا یہ بات درست ہے؟

جواب: مرچی کھانے سے زبان تیلی ہوتی ہے یا پڑھنا آ جاتا ہے میں نے کبھی ایسا سنا نہیں۔

ہاں! مدنی چینل پر بچوں کا سلسلہ آتا ہے، اس میں دکھایا گیا کہ ہمارے اسلامی بھائی بچوں کو کھیت میں لے گئے اور مرچیں نکال کر ان کے فوائد بیان کرنے لگے تو انہوں نے ایک فائدہ یہ بھی بتایا کہ مرچیں کھانے سے قوتِ مُدافعت میں اضافہ ہوتا ہے یعنی بیماری سے مقابلہ کرنے کی قوت بڑھ جاتی ہے۔ یاد رہے! یہ فوائد لال مرچ کے نہیں ہری مرچ کے ہیں۔ نیز ہری مرچ بھی زیادہ نہ کھائی جائے کہ اس سے معدے کو نقصان ہو سکتا ہے۔[3]

(5) حضرت خضر علیہ السّلام نبی یا ولی؟

سُوال: حضرت خضر علیہ السّلام نبی تھے یا ولی تھے؟

جواب: سرکارِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق یہی ہے کہ حضرت خضر علیہ السّلام نبی ہیں[4]۔[5]

---

1 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 2/114 تا 116 2 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 1/159
3 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 4/242 4 فتاویٰ رضویہ، 26/401 5 ملفوظاتِ امیرِ اہلِ سنت، 5/249

مسلمان عورت کا شادی میں کردار

ام میلاد باجی
نگران عالمی مجلس مشاورت
دعوت اسلامی

یقیناً نکاح اسلامی شعار اور بہت ہی بابرکت عمل ہے، اس سے نہ صرف دو افراد میں محبت اور امن و سکون کی فضا قائم ہوتی ہے بلکہ دو خاندانوں کا بھی آپس میں ایک محبت بھرا تعلق قائم ہو جاتا ہے، نیز اسی نکاح کی بدولت معاشرے میں ایک اچھی فضا پیدا ہوتی ہے اور برائیوں کا قلع قمع ہوتا ہے، اس کی عظمت و افادیت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب قرآن و سنت اور اسلامی اصول و قوانین کے مطابق اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا جائے۔ لیکن افسوس! صد افسوس! ہمارے یہاں عام طور پر دینی تعلیمات کے مطابق نکاح کی تقریب کے تمام مراحل طے نہیں ہوتے بلکہ ہماری اس مذہبی رسم میں بھی بہت سی ہندوانہ اور غیر اسلامی حرکات و خرافات شامل ہو چکی ہیں، یہی وجہ ہے کہ اب اکثر شادیاں کامیاب نہیں ہو پا رہیں اور شیطان اپنی کوششوں میں یعنی فساد برپا کرنے اور نفرتیں پھیلانے میں مکمل کامیابی حاصل کر رہا ہے، یاد رہے شیطان کبھی نہ چاہے گا کہ مسلمان اللہ پاک کے حکم کی اطاعت کریں اس کو راضی کرنے والے کام کریں اور اس کی منشا کے مطابق عمل کریں اس لئے وہ چاہتا ہے کہ مسلمانوں کے اسلامی معاملات میں دخل اندازی کر کے اس میں خرابی پیدا کرے لیکن اللہ پاک کے محبوب بندے شیطان کو ناکام و نامراد کرتے ہیں اور دونوں جہانوں میں سرخرو ہو جاتے ہیں۔ یہاں شادیوں میں پائی جانے والی کچھ ایسی خرابیوں کا ذکر کیا جاتا ہے جن میں ہماری کئی خواتین مبتلا نظر آتی ہیں تاکہ ہماری مسلمان خواتین ان کو جان کر ان سے بچنے کی کوشش کریں اور اپنی اصلاح کر سکیں۔

مسلمان عورت کو شادی میں کیا نہیں کرنا چاہیے؟ ❊ مسلمان عورت کو مردوں سے اختلاط نہیں کرنا چاہیے۔ ❊ مسلمان عورت کو بے پردگی، بے حیائی اور بے شرمی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے۔ ❊ مسلمان عورت کو شادی کے معاملات کی وجہ سے نمازوں سے غفلت نہیں کرنی چاہیے۔ ❊ مسلمان عورت کو دوسرے مہمانوں کے ساتھ مل کر کسی اور خاتون کی غیبت اور برائی نہیں کرنی چاہیے۔ ❊ مسلمان عورت کو دوسری عورتوں کے کپڑوں، ان کے زیورات یا ان کی کسی اور بات پر تنقید نہیں کرنی چاہیے۔ ❊ مسلمان عورت کو شادی کے کھانے وغیرہ میں بھی عیب نہیں نکالنا چاہیے ❊ مسلمان عورت کو دلہن یا دولہا یا ان میں سے کسی کے گھر والوں کے بارے میں کوئی غلط بات نہیں کرنی چاہیے اور کسی سے بدگمان نہیں ہونا چاہیے۔ ❊ مسلمان عورت کو وہاں پر بھی حقوق العباد میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے۔ ❊ مسلمان عورت کو شادی کے موقع پر بھی گانے باجے اور ڈانس وغیرہ کرنے اور دیکھنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ❊ مسلمان عورت کو مووی اور تصویریں بنوانے سے بچنا چاہیے۔

اللہ پاک ہماری مسلمان خواتین کو زندگی کے تمام معاملات شریعت کی روشنی میں گزارنے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

دیورانی جیٹھانی کا کردار

بنت اللہ بخش عطاریہ
ہند

مشترکہ خاندانی نظام (Joint family system) ایک عمارت کی طرح ہوتا ہے اور عمارت کی مضبوطی، پائیداری، بقا اور خوبصورتی میں اس کے ستونوں کی مضبوطی اور باہمی ربط و تعلق کا کردار نہایت اہم ہوتا ہے، اگر ان میں کسی قسم کی کمزوری پیدا ہو جائے یا ان کی مناسب دیکھ بھال کا خیال نہ کیا جائے تو ان پر قائم عمارت میں بھی جگہ جگہ ٹوٹ پھوٹ ہونے اور دراڑیں پڑنے کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، یوں وہ عمارت زیادہ عرصے تک اپنا وجود برقرار نہیں رکھ پاتی اور بالآخر گر کر ملیا میٹ ہو جاتی ہے۔ اسی طرح مشترکہ خاندانی نظام کی عمارت کی مضبوطی و خوبصورتی بھی اس کے ستونوں یعنی ایک ہی چھت کے نیچے رہنے والوں میں اسلامی تعلیمات پر عمل، قوتِ برداشت اور معاشرتی اخلاق و آداب کی رعایت پر موقوف ہوتی ہے، جہاں ان کی رعایت نہیں کی جاتی وہاں اس پاکیزہ عمارت میں کمزوری اور دراڑیں پیدا ہو جاتی ہیں اور یوں اس پاکیزہ عمارت کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ بلاشبہ جٹھانی یعنی بڑے بھائی کی بیوی اور دیورانی یعنی چھوٹے بھائی کی بیوی بھی خاندان کے دو اہم ترین ستون ہیں، چونکہ یہ دونوں خواتین شادی کے بعد ایک نئے خاندان کا حصہ بنتی ہیں۔ لہٰذا ہونا تو یہ چاہئے کہ یہ دونوں خواتین مل جل کر خاندان کی عمارت کو مضبوط بنانے میں اپنا بھرپور کردار ادا کریں، مگر افسوس! اکثر گھر ان کے درمیان بحث و تکرار اور لڑائی جھگڑے کے سبب میدانِ جنگ بنے رہتے ہیں۔ یہاں ذیل میں چند ایسی باتیں ذکر کی جا رہی ہیں جنہیں اگر یہ دونوں مدِ نظر رکھیں تو ان کے گھر امن کا گہوارہ بن سکتے ہیں:

- جٹھانی یا دیورانی میں سے اگر کوئی گھر کے اہم افراد کا دل جیتنے میں کامیاب ہو جائے تو دوسری کو چاہئے کہ وہ حسد کی آگ میں نہ جلے بلکہ وہ بھی اپنے کام میں نکھار لا کر ان افراد کا دل خوش کرنے کی بھرپور کوشش کرے۔
- دونوں کو چاہئے کہ وہ ایک دوسرے کی خوبیوں کی جائز تعریف ضرور کریں کہ اس سے آپس میں محبت بڑھتی ہے، مثلاً ان میں سے جس کو اچھا کھانا پکانا آتا ہو یا اچھے کپڑے سیتی ہو یا فرائض کے ساتھ ساتھ نفل عبادات بھی بجالاتی ہو یا دینی کاموں کی شیدائی ہو وغیرہ تو اس کی تعریف کرنے میں دوسری کو ذرا بھی ہچکچاہٹ و کنجوسی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہئے۔
- اگر جٹھانی کو دیورانی کی کوئی بات و حرکت اچھی نہ لگے تو وہ اس کے خلاف محاذ کھڑا کرے نہ کسی کے سامنے اظہار کرے اور نہ اسے جلی کٹی سنائے بلکہ اسے اپنی چھوٹی بہن سمجھ کر معاف کر کے ثوابِ آخرت کی حصہ دار بن کر نفس و شیطان کو ناکام و نامراد کر دے۔
- اسی طرح دیورانی کو جٹھانی کی کوئی بات و حرکت بری لگے تو وہ اسے ضد و انانیت کا مسئلہ بنائے نہ اسے اپنا دشمن سمجھ کر غیبت کے گناہ میں مبتلا ہو، بلکہ اسے اپنی بڑی بہن سمجھ کر غصہ پی لے اور درگزر سے کام لے۔

❖ ضدی انسان ہمیشہ تنہا رہ جاتا ہے، لہٰذا جٹھانی دیورانی میں سے جس کو جو اور جتنا ملے وہ اس پر راضی رہے اور خواہ مخواہ اپنی شخصیت کو داغ دار کرے نہ بدگمانی کا شکار ہو۔ مثلاً یہ نہ سوچے کہ دوسری کو شادی پر اتنی مالیت کے زیورات پہنائے گئے، مجھے کیوں نہیں؟ اس کو گھر میں مجھ سے زیادہ جگہ کیوں دی گئی؟ اس کے بچوں کا اتنا خیال رکھا جاتا ہے، لیکن میرے بچوں کو اِگنور کیا جاتا ہے؟ وغیرہ وغیرہ۔

❖ دونوں کو چاہئے کہ اگر کبھی آپس میں "تُوتُو میں میں" ہو جائے تو اسے بڑھاوا نہ دیں، بلکہ "رات گئی بات گئی" کے مصداق رب کی رضا کی خاطر ایک دوسرے کو معاف کر کے معاملے کو رفع دفع کر دیں اور کوئی بھی اپنے شوہر کے سامنے دوسری کے خلاف باتیں کر کے اس کے دل میں نفرت پیدا نہ کرے، عین ممکن ہے ایسا کرنے سے بھائی بھائی کا دشمن بن جائے اور معاملہ مزید بھیانک روپ اختیار کر لے۔

❖ بعض خواتین میں یہ عادت پائی جاتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اچھا سمجھتیں اور دوسروں کی اولاد میں نقص ڈھونڈتی رہتی ہیں بلکہ بسا اوقات منہ پر ہی اظہار بھی کر دیتی ہیں کہ تمہارا بچہ تو ایسا ہے۔ لہٰذا ان دونوں کو ایک ہی خاندان کی بہو ہونے کے ناطے ایک دوسرے کے بچوں کو اپنا ہی سمجھنا چاہئے اور خواہ مخواہ ایک دوسری کے بچوں میں عیب نہیں ڈھونڈنا چاہئے، کہ اس سے بچوں کی تربیت پر بھی برا اثر پڑتا ہے اور وہ اپنی ماؤں کی باہمی ناراضی کی وجہ سے زندگی بھر کیلئے ایک دوسرے سے دور ہو جاتے ہیں۔

❖ بچے بچے ہوتے ہیں، جو لڑتے جھگڑتے ہیں پھر دوبارہ سب بھول بھال کر کھیلنے میں مشغول ہو جاتے ہیں، لہٰذا بچوں کی لڑائی کے سبب جٹھانی دیورانی کا آپس میں جھگڑنا، گالی گلوچ کرنا، رشتے ناطے توڑ لینا، خوشی غمی کے معاملات کا بائیکاٹ کر دینا، اپنے بچے کو بے قصور اور دوسری کے بچے کو قصور وار ٹھہرانے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دینا انتہائی درجے کی کم عقلی ہے۔ لہٰذا بچے لڑیں تو ہاتھوں ہاتھ صلح کروا دیں اور بچوں کو آئندہ ایسا نہ کرنے کی تنبیہ کر دیں، ان شاءاللہ شیطان مردود منہ کی کھائے گا۔

❖ جٹھانی رشتے میں دیورانی سے فائق ہوتی ہے، لیکن اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ وہ اس پر اپنی بڑائی کی دھاک بٹھائے یا اپنے احسانات جتلائے یا دھونس دھمکی کے ذریعے اپنے مطالبات منوائے یا اس کی کردار کشی کرے یا اسے نیچا دکھانے کے مواقع ڈھونڈتی رہے کہ اس طرح تو غیبتوں، چغلیوں، بہتان تراشیوں، بدگمانیوں، عیب دریوں کا ایک نہ رکنے والا سلسلہ چل پڑتا ہے، لہٰذا جٹھانی کو چاہئے کہ وہ اپنی دیورانی کی عزتِ نفس کا خیال رکھے اور اس کی اس قدر خیر خواہی کرے کہ وہ خود کہہ اُٹھیں کہ اللہ پاک ایسی جیٹھانی ہر دیورانی کو دے۔

❖ دونوں کو چاہئے کہ وہ اپنے ذاتی اختلافات بھلا کر دکھ سکھ کی گھڑی میں سہیلیوں کی طرح رہیں اور بوقتِ ضرورت ایک دوسری کا سہارا بنیں، مثلاً ایک بیمار ہو تو دوسری اس کے کام بھی خوش اسلوبی سے کر دے اور کبھی بھی اپنے دل میں یہ خیال نہ آنے دے کہ جب مجھ پر آزمائش آئی تھی تو اس نے میرے ساتھ کوئی تعاون نہ کیا تھا، لہٰذا میری بلا سے وہ جئے یا مرے میں اس کے ساتھ ہرگز کوئی تعاون نہ کروں گی۔ کیونکہ اگر وہ بھی اسی جیسا سلوک کرے گی تو دونوں میں فرق کیا رہے گا۔ لہٰذا گھر کو امن کا گہوارا بنانے کے لئے ضروری ہے کہ کسی ایک کے ساتھ کبھی کچھ برا ہوا ہو تو وہ درگزر سے کام لے اور اللہ پاک کی رضا کی خاطر معاف فرما دے۔

اللہ پاک ہمیں اتفاق سے رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

بچوں کو اخلاقی اقدار سکھائیں (قسط سوم)

بنت محمد شیر اعوان عطاریہ
بی ایڈ، ایم ایس سی اکنامکس گولڈ میڈلسٹ (میانوالی)

اخلاقی اقدار میں کچھ صفات کا تعلق چونکہ ہماری ذات سے اور کچھ صفات کا تعلق ہم سے جڑے لوگوں سے ہوتا ہے۔لہٰذا گزشتہ قسط میں ذاتی صفات کا تذکرہ ہوا، اب دوسری قسم کی صفات پیشِ خدمت ہیں کہ جن سے دوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے اور جو دینے کی صفات بھی کہلاتی ہیں:

1 قابل بھروسا: کسی کے اعتماد اور بھروسے پر پورا اترنا بلاشبہ ایک انتہائی اعلیٰ صفت ہے، بچوں میں یہ صفت دیگر صفات کی طرح والدین کے رویئے اور اعتماد سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ والدین کا فرض ہے کہ وہ خود کو مثالی بنائیں تاکہ بچے انہیں دیکھ کر اس عمل کو اپنائیں کہ عمل قول سے زیادہ قوی ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں انہیں چاہئے کہ بچے کے ہر اس عمل کی تعریف کریں کہ جس میں اس کا قابلِ بھروسا ہونا ظاہر ہو، نیز بچوں کو یہ یقین دلائیں کہ جس طرح وہ ان پر یعنی اپنے ماں باپ پر بھروسا کرتے ہیں، اسی طرح انہیں بھی ایسا بننا چاہئے کہ لوگ ان پر بھروسا کریں اور ان کی کسی بات کو نہ جھٹلائیں۔

2 رحم دلی: رحم دل لوگ شفقت، مہربانی اور درگزر کی صلاحیت کے حامل ہوتے ہیں جو کہ نہ صرف ان کی ذاتی بلکہ عملی زندگی میں بھی بہت معاون ثابت ہوتی ہے۔ اللہ پاک بھی اس بندے کو پسند فرماتا ہے جو اس کی مخلوق پر رحم کرے اور درگزر سے کام لے۔ جیسا کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: رحم کرو تم پر رحم کیا جائے گا، معاف کرو تمہیں معاف کیا جائے گا۔[1]

یاد رہے! رحم دلی اللہ پاک اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بھی بڑی پسند ہے۔ چنانچہ والدین کو چاہئے کہ بچوں کے ساتھ نرمی کا معاملہ رکھیں اور انہیں بھی نرمی اختیار کرنے کی تربیت دیں تاکہ وہ انسانوں بلکہ جانوروں اور چرند پرند وغیرہ ہر ایک کے ساتھ نرمی سے پیش آئیں۔ بلکہ بچوں کو جب بھی کچھ سمجھائیں تو مثال دے کر سکھائیں۔ مثلاً روزمرہ کے کاموں میں ہمیں بہت سے ایسے مراحل سے گزرنا پڑتا ہے جہاں رحم دلی کا مظاہرہ کیا جاسکتا ہے جیسے گھر میں ملازم سے کسی کام میں کوتاہی ہو جانے پر رحم دلی و درگزر سے کام لینا وغیرہ۔۔ اگر اس طرح کے مواقع پر بچے کے سامنے رحم دلی کا عملی مظاہرہ کیا جائے تو خود بخود آہستہ آہستہ یہ صفت ان میں منتقل ہو جائے گی۔

3 عدل و انصاف: اخلاقی اقدار میں جتنی بھی صفات شامل ہیں ان کا ماخذ اگرچہ قرآن و سنت ہے اور اگر عملی نمونہ دیکھنا چاہیں تو ہمارے سامنے حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی ذات مبارکہ بھی ہے۔ چنانچہ والدین کو چاہئے کہ پہلے خود سیرتِ نبوی کا پیکر بنیں اور دیگر اوصاف کی طرح بچوں کو عدل و انصاف کا عادی بنانے کے لئے خود بھی عدل و انصاف سے کام لیں، نیز بچوں، بچیوں میں امتیازی سلوک کر کے کسی قسم کا فرق نہ کیا کریں۔

4 حساسیت: یہ صفت صرف اس میں پائی جاتی ہے جو دوسروں کیلئے احساس کا جذبہ رکھتا ہو اور دوسروں کے دکھ، درد اور غم میں ان کے ساتھ شریک ہو۔

1 شعب الایمان، 5 / 449، حدیث: 7236

حضرت زلیخا رحمۃُ اللہِ علیہا وہ خوش نصیب خاتون ہیں جنہیں اللہ پاک کے پیارے نبی حضرت یوسف علیہ السّلام کی زوجہ ہونے کا شرف حاصل ہوا آپ کا نام راعیل ہے مگر عوام میں آپ اپنے لقب زُلیخا سے زیادہ مشہور ہیں۔[1]

حضرت زلیخا رحمۃُ اللہِ علیہا ایک مغربی بادشاہ طیموس کی انتہائی خوبصورت شہزادی تھیں۔ نو برس کی عمر میں آپ نے خواب میں پہلی بار حضرت یوسف علیہ السّلام کا دیدار کیا تو اسی وقت ان کی دیوانی ہو گئیں، پھر دوسرے سال خواب دیکھا تو حالت مزید خراب ہو گئی یہاں تک کہ تیسرے سال خواب میں جب یہ معلوم ہوا کہ آپ علیہ السّلام شاہِ مصر ہیں تو انہوں نے یہ سمجھتے ہوئے کہ چونکہ شاہِ مصر حضرت یوسف علیہ السّلام ہیں، لہٰذا شاہِ مصر سے شادی کرلی، لہٰذا حقیقت معلوم ہونے پر بے ہوش ہو گئیں، پھر آپ کو ہاتفِ غیبی سے آواز آئی کہ جس ہستی کی آپ تمنا رکھتی ہیں اس کے شاہِ مصر بننے تک صبر و استقامت کا دامن تھامے رکھیں۔[2] مگر آپ چونکہ حضرت یوسف علیہ السّلام کی حقیقت سے بخوبی آگاہ تھیں نہ ابھی تک ایمان لائی تھیں، اس لئے جب حضرت یوسف کو دیکھا تو صبر نہ کر سکیں، جس کی وجہ سے آپ کو کئی تکالیف کا سامنا بھی کرنا پڑا، یہاں تک کہ امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ کے بقول انہوں نے حضرت یوسف علیہ السّلام کی محبت میں اپنا حسن اور مال و دولت قربان کر دیا، 70 اونٹوں کے بوجھ کے برابر جواہر اور موتی نثار کر دیئے، جب بھی کوئی یہ کہتا کہ میں نے یوسف کو دیکھا ہے تو وہ اسے بیش قیمت ہار دے دیتیں یہاں تک کہ کچھ بھی باقی نہ رہا۔[3] مگر بعد میں جب ایمان لے آئیں اور حضرت یوسف علیہ السّلام کی زوجیت میں داخل ہوئیں تو سوائے عبادت و ریاضت اور توجہ الی اللہ کے کوئی کام نہ رہا، اگر حضرت یوسف علیہ السّلام دن کو اپنے پاس بلاتے تو کہتیں رات کو آؤں گی اور رات کو بلاتے تو دن کا وعدہ کرتیں۔ آخر حضرت یوسف علیہ السّلام نے جب پوچھا کہ آپ تو میری محبت میں دیوانی تھیں! تو عرض کرنے لگیں: یہ اس وقت کی بات ہے کہ جب میں محبت کی حقیقت سے واقف نہ تھی، اب چونکہ مجھے حقیقت معلوم ہو چکی ہے اس لئے اب میری محبت میں آپ کی شرکت بھی گوارا نہیں۔ اس پر جب حضرت یوسف علیہ السّلام نے فرمایا کہ مجھے اللہ پاک نے اس بات کا حکم فرمایا ہے اور یہ بھی بتایا ہے کہ آپ کے بطن سے اللہ پاک دو بیٹے پیدا کرے گا جو دونوں نبی ہوں گے تو حضرت زلیخا رحمۃُ اللہِ علیہا نے اللہ پاک کے حکم و حکمت کی بنا پر سر جھکا دیا۔[4]

یاد رہے! حضرت زلیخا رحمۃُ اللہِ علیہا کی توبہ کا اعلان قرآنِ کریم میں کیا گیا ہے، کیونکہ انہوں نے اپنے قصور کا اعتراف کر لیا تھا اور قصور کا اقرار توبہ ہی ہے۔ لہٰذا حضرت زلیخا کو برے لفظوں سے یاد کرنا حرام ہے کیونکہ وہ حضرت یوسف کی صحابیہ اور ان کی مقدس بیوی تھیں۔ اللہ پاک نے بھی ان کے قصوروں کا ذکر فرما کر ان پر غضب ظاہر نہ فرمایا کیونکہ وہ توبہ کر چکی تھیں اور توبہ کرنے والا گنہگار بالکل بے گناہ کی طرح ہوتا ہے۔[5] نیز اپنے مجازی عشق کے لئے معاذ اللہ حضرت یوسف علیہ السّلام اور زُلیخا

کے قصّے کو دلیل بنانا سخت جہالت و حرام ہے، کیونکہ عشق صرف زلیخا ہی کی طرف سے تھا، حضرت یوسف کا دامن اس سے پاک تھا۔[6] لہٰذا حضرت زلیخا رحمۃُ اللہِ علیہا کا ذکر ہرگز ہرگز بے ادبی سے نہ کیا جائے بلکہ ہر حال میں احترام کا خیال رکھا جائے، بہت سے بے باک لوگ حضرت یوسف علیہ السّلام اور زلیخا کے واقعے کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں اور معاذ اللہ ان کی شان میں بہت سی بے ادبیاں کرتے ہیں، ایسے لوگوں کو فوراً سچی توبہ کرلینی چاہیے ورنہ بربادی یقینی ہے۔

حضرت یوسف و زلیخا کا نکاح

حضرت یوسف علیہ السّلام سے حضرت زلیخا رحمۃُ اللہِ علیہا کی شادی کا واقعہ بھی بڑا عجیب ہے، جیسا کہ دین و دنیا کی انوکھی باتیں نامی کتاب میں ہے کہ عزیزِ مصر کی موت کے بعد چونکہ حضرت زلیخا تنگ دست و محتاج ہو چکی تھیں اور آنکھوں کی بینائی بھی چلی گئی تھی تو کسی نے انہیں مشورہ دیا کہ اگر آپ حضرت یوسف جو کہ اب شاہِ مصر بھی ہیں، سے اپنا معاملہ ذکر کریں تو ہو سکتا ہے کہ وہ آپ پر رحم کریں اور آپ کی مدد فرما کر آپ کو غنی کر دیں کیونکہ آپ نے بھی ان کا خیال رکھا تھا اور ان کو عزت دی تھی۔ اس پر جب کسی نے انہیں یہ کہا: ایسا نہ کیجئے گا! ہو سکتا ہے کہ ان کو آپ کا وہ سلوک یاد آ جائے جب آپ نے ان پر الزام لگایا تو انہیں کافی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا اور وہ بھی آپ کے ساتھ ویسا ہی کریں جیسا آپ کی وجہ سے ان کے ساتھ ہوا۔ تو فرمانے لگیں: میں ان کی بردباری اور کرم نوازی کو جانتی ہوں۔ چنانچہ آپ حضرت یوسف کی گزرگاہ میں ایک ٹیلے پر بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگیں۔ جب آپ قوم کے تقریباً ایک لاکھ معزز لوگوں اور وزیروں مشیروں کے ساتھ نکلے اور بی بی زلیخا نے حضرت یوسف کی خوشبو محسوس کی تو آپ کھڑی ہوئیں اور آواز دی: پاکی ہے اس کے لئے جس نے معصیت کے سبب بادشاہ کو غلام اور اطاعت کے سبب غلام کو بادشاہ بنا دیا۔ آپ نے پوچھا: تم کون ہو؟ عرض کی: میں وہی ہوں جو آپ کی خدمت خود کرتی تھی، آپ کے بالوں میں اپنے ہاتھ سے کنگھی کرتی تھی، آپ کے رہنے کی جگہ کی خود صفائی کرتی تھی۔ مجھے میرے کئے کی سزا مل چکی، میری قوت ختم ہو گئی، میرا مال ضائع ہو گیا، میری آنکھوں کی روشنی ختم ہو گئی اور میں لوگوں سے سوال کرنے پر مجبور ہو گئی ہوں۔ پہلے مصر کے لوگ میری نعمت کو دیکھ کر رشک کرتے تھے اور اب میں اس سے محروم ہو چکی ہوں کیونکہ فساد کرنے والوں کی یہی سزا ہے۔ یہ سن کر حضرت یوسف بہت زیادہ روئے اور حضرت زلیخا سے فرمایا: کیا تیرے دل میں میری محبت میں سے کچھ باقی ہے؟ آپ نے عرض کی: جی ہاں! اس کی قسم جس نے حضرت ابراہیم کو خلیل بنایا! مجھے آپ کی طرف دیکھنا زمین بھر سونا چاندی ملنے سے زیادہ محبوب ہے۔ آپ وہاں سے چلے گئے اور حضرت زلیخا کی طرف پیغام بھیجا: اگر تمہاری رضامندی ہو تو ہم تم سے نکاح کر لیں اور اگر تم شادی شدہ ہو تو تمہیں غنی کر دیں؟ آپ نے حضرت یوسف کے پیغام لانے والے سے کہا: میں جانتی ہوں کہ وہ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں کیونکہ میری جوانی اور حسن و جمال کے وقت تو انہوں نے میری طرف توجہ نہیں دی اور اب جب کہ میں بوڑھی، اندھی اور فقیر ہوں تو وہ مجھے کیسے قبول کر سکتے ہیں؟ بہر حال حضرت یوسف علیہ السّلام نے ان سے نکاح کر لیا اور ان کے پاس آئے، پھر نماز پڑھی اور اللہ پاک سے اس کے اسمِ اعظم کے وسیلہ سے دعا کی تو اللہ پاک نے حضرت زلیخا رحمۃُ اللہِ علیہا کا حسن و جمال، بصارت اور جوانی لوٹا دی۔ نکاح کے وقت آپ باکرہ تھیں اور آپ سے اَفرائیم بن یوسف اور مَنشا بن یوسف پیدا ہوئے۔ حضرت یوسف اور حضرت زلیخا رحمۃُ اللہِ علیہا نے اسلام میں بڑی خوشگوار زندگی گزاری حتّٰی کہ موت نے آپ دونوں کے درمیان جدائی ڈالی۔[7]

---

1 روح البیان، 4/231 2 پردے کے بارے میں سوال جواب، ص337 3 مکاشفۃ القلوب، ص 72 4 مکاشفۃ القلوب، ص 72 5 تفسیر صراط الجنان، 4/575 6 پردے کے بارے میں سوال جواب، ص321 7 دین و دنیا کی انوکھی باتیں، 1/249

بچوں کی موت پر صبر

ام سلمہ عطاریہ مدنیہ
ملیر کراچی

جب یومُ الحرّہ کے موقع پر اہلِ مدینہ شہید کئے جارہے تھے تو شہیدوں میں سیدہ زینب بنتِ ابو سلمہ رضی اللہ عنہما کے دو بیٹے بھی شامل تھے، جب ان کی لاشیں آپ کے سامنے لائی گئیں تو آپ نے صبر و تحمل سے کام لیا اور بالکل بھی واویلا نہ کیا۔[1]

مصیبت کے وقت عموماً عورتیں بے صبری سے کام لیتی ہیں۔ حالانکہ ہماری بزرگ خواتین نے سخت مشکل حالات میں بھی ہمیشہ مثالی صبر اور حوصلے کا مظاہرہ کیا کیونکہ وہ ہر حال میں اللہ پاک اور اس کے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی خوشنودی کو پیشِ نظر رکھتیں اور ان کی ناراضی کا سبب بننے والے کاموں سے بچتیں۔ وہ جانتی تھیں کہ یہ دنیا فانی اور جنت کی نعمتیں ابدی (یعنی ہمیشہ رہنے والی) ہیں۔ چنانچہ انہوں نے نہ صرف اپنے رشتے داروں اور بچوں کے انتقال پر صبر کیا، بلکہ کوئی حرفِ شکایت بھی زبان پر نہ لائیں۔ مگر افسوس! فی زمانہ اکثر عورتیں قریبی عزیز کے فوت ہو جانے پر زمانۂ جاہلیت کی طرح چیخ و پکار کرتی اور شکوے شکایات کرتی دکھائی دیتی ہیں اور بسا اوقات تو یہ سب دکھلاوا ہوتا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ انہیں کوئی غم نہیں۔ نیز کبھی بے صبری کے سبب کفریہ کلمات تک بک دیئے جاتے ہیں۔ الامان والحفیظ۔

بلاشبہ قریبی رشتہ داروں خصوصاً اپنے بچوں کی موت پر صبر کرنا مشکل ہوتا ہے، مگر یہ ناممکن نہیں۔ چنانچہ ایسی صورت میں صبر کیا جائے اور خصوصاً زبان کو قابو میں رکھا جائے کہ بے صبری کرنے سے صبر کا اجر تو ضائع ہو سکتا ہے مگر مرنے والا پلٹ کر نہیں آسکتا۔[2] یہ بھی خیال رہے! نوحہ یعنی میّت کے اوصاف اور خوبیاں مبالغہ کے ساتھ بڑھا چڑھا کر بیان کر کے آواز سے رونا، جس کو بَین بھی کہتے ہیں بالا جماع حرام ہے۔ یونہی واویلا، گریبان پھاڑنا، منہ نوچنا، بال کھولنا، سر پر خاک ڈالنا، سینہ کوٹنا، ران پر ہاتھ مارنا یہ سب جاہلیت کے کام ہیں اور حرام۔ اسی طرح آواز سے رونا بھی منع ہے البتہ آواز بلند نہ ہو تو اس کی ممانعت نہیں۔[3]

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آنکھ کے آنسو اور دل کے غم کے سبب اللہ پاک عذاب نہیں فرماتا۔ بلکہ (زبان کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ) اس کے سبب عذاب یا رحم فرماتا ہے اور گھر والوں کے رونے کی وجہ سے میّت پر عذاب ہوتا ہے۔[4] یعنی جبکہ اس نے وصیّت کی ہو یا وہاں رونے کا رواج ہو اور اس نے منع نہ کیا ہو، واللہ اعلم۔ یا یہ مراد ہے کہ ان کے رونے سے اسے تکلیف ہوتی ہے کہ ایک روایت میں ہے: اے اللہ کے بندو! اپنے مردے کو تکلیف نہ دو، جب تم رونے لگتے ہو وہ بھی روتا ہے۔[5] ہمیں چاہئے کہ ایسے مواقع پر خود بھی صبر و ہمت سے کام لیں، دیگر گھر والوں کو بھی صبر کرنے اور میت کو تکلیف نہ دینے کی ترغیب دلائیں اور زیادہ سے زیادہ ایصالِ ثواب کرکے میت کو نفع پہنچائیں۔ موت تو یقیناً برحق ہے اور ایک دن ہمیں بھی اس دنیا سے جانا ہی ہے اس لئے اپنی موت کو بھی ہرگز فراموش نہ کریں اور گناہوں سے بچنے اور نیکیاں کرنے کے ذریعے قبر و آخرت کی تیاری کرتی رہیں۔ نیز ابھی سے اپنا یہ ذہن بنالیں کہ اگر میرے جیتے جی گھر میں کسی کی فوتگی ہو گئی تو ان شاء اللہ میں رضائے الٰہی پر راضی رہتے ہوئے صبر کروں گی۔[6] اللہ پاک ہمیں صبر کرنے اور اپنی رضا پر راضی رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

1 الاستیعاب، 4 / 411 2 کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، ص 492 3 بہار شریعت حصہ 4، ص 203 4 بخاری، 1 / 441، حدیث: 1304 5 معجم کبیر، 25 / 10، حدیث: 1 6 صحابیات و صالحات اور صبر، ص 37

سلسلہ امور خانہ داری سے متعلق مدنی پھول

روٹی پکانا

(قسط دوم)

بنت اسحاق مدنیہ عطاریہ
(بی ایڈ، ایم اے اسلامیات)
رکن مجلس ذمہ دار جامعات المدینہ گرلز حاصل پور

فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم: کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ یعنی کھانا اس طرف سے کھاؤ جو تمہارے قریب ہو۔[1] پر عمل کرتے ہوئے روٹی اس طرح نہ کھائی جائے کہ درمیانی حصہ کھا کر کنارے چھوڑ دیں، روٹی ہمیشہ ہاتھ سے توڑیں اور چھری وغیرہ سے نہ کاٹیں کہ حضور نے ایسا کرنے سے منع فرمایا ہے۔[2] روٹی کے چار ٹکڑے کرنا ضروری نہیں مگر کر لیا تو حرج بھی نہیں کہ بزرگوں کا طریقہ ہے۔ نیز بائیں ہاتھ میں لے کر دائیں ہاتھ سے نوالہ توڑنا دفعِ تکبر یعنی تکبر دور کرنے کیلئے ہے۔[3] ایک ہاتھ سے روٹی توڑ کر کھانا مغروروں کا طریقہ ہے، ہاتھ بڑھا کر تھال یا سالن کے برتن کے عین بیچ میں اوپر کر کے روٹی توڑنے کی عادت بنایئے اس طرح اجزا کھانے ہی میں گریں گے ورنہ دستر خوان پر گر کر ضائع ہو سکتے ہیں۔[4]

روٹی کا احترام: آج کل رزق کی بے قدری اور بے حرمتی سے کون سا گھر خالی ہے! بنگلے میں رہنے والے ارب پتی سے لے کر جھونپڑی میں رہنے والا مزدور تک اس بے احتیاطی کا شکار نظر آتا ہے، بالخصوص خوشی وغمی کی تقریب کے موقع پر کثیر کھانا ضائع ہوتا ہے، حالانکہ کھانے کا ادب واحترام ہمارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ نبی پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تشریف لائے تو روٹی کا ٹکڑا پڑا دیکھا تو اسے اٹھا کر پونچھا اور کھالیا پھر ارشاد فرمایا: عائشہ! اچھی چیز کا احترام کرو کہ یہ چیز (یعنی روٹی) جب کسی قوم سے بھاگی ہے تو لوٹ کر نہیں آئی۔[5]

آج دنیا بھر میں جہاں لاکھوں افراد غذا کی قلت کا شکار ہیں، وہیں افسوس! گھروں اور بالخصوص شادیوں وغیرہ میں ٹنوں کے حساب سے کھانا برباد ہو جاتا ہے، لہٰذا ضروری ہے کہ ہم اپنے پاس موجود خوراک کا صحیح استعمال کریں۔ چنانچہ باسی روٹی غذائیت کے اعتبار سے تازہ روٹی سے زیادہ صحت بخش تصور کی جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے یہ روٹی تناول فرمانا ثابت بھی ہے، جیسا کہ حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم میرے گھر تشریف لائے تو میں نے آپ کے طلب فرمانے پر سوکھی ہوئی روٹی اور سرکہ پیش کیا جو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم خوشی سے تناول فرمایا۔[6] چنانچہ اگر کبھی کسی بھی وجہ سے روٹیاں بچ جائیں تو انہیں ہرگز نہ پھینکیں کیونکہ روٹی سخت ہوتی ہے، خراب نہیں ہوتی، ہاں پھپھوندی لگ جائے تو خراب ہے ورنہ یہ قابل استعمال ہی ہے۔ یعنی صبح کی روٹی شام کو اور شام کی صبح کو استعمال کی جاسکتی ہے اور اسے برا بھی نہیں سمجھنا چاہئے، جیسا کہ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے بخوشی سوکھی روٹی تناول فرمائی۔ چنانچہ آپ باسی روٹی کو ذیل کے طریقوں سے بھی استعمال کے قابل بنا سکتی ہیں:

طریقہ نمبر 1:

روٹی رول کر کے چھری سے Pieces کر لیں ہلکے ہاتھ

سے ان ٹکڑوں کو الگ الگ کرلیں یہ نوڈلز سے ملتی جلتی شکل میں آجائیں گے، اسے ایک Bowl میں ڈال کر دو چمچ دیسی گھی ڈالیں، تھوڑاسا نمک ڈال کر اچھی طرح مکس کریں، اس طرح روٹیوں میں بھی موئسچر آجائے گا۔ ایک بڑے سائز کا آلو پتلا پتلا لمبائی میں کاٹ لیں، ایک پیاز باریک کاٹ لیں ایک ٹماٹر اور دو سبز مرچ بھی باریک کاٹ لیجیے۔

فرائی پین میں ایک چمچ زیرہ، آدھا چمچ سرسوں کے دانے (اگر میسر ہوں تو)، پانچ عدد کڑی پتے اور ہری مرچ ڈال کر اچھی طرح بھون لیں۔ اب پیاز ڈالیں اور صرف 15 یا 20 سیکنڈ بھونیں، پھر آلو ڈال کر بھون لیں، دونوں کا کلر سنہرا ہو جائے تو چاہیں ٹماٹر کے ساتھ 2 چمچ ٹماٹر کیچپ بھی ڈال کر مکس کر دیں۔ پھر آدھا چمچ سرخ مرچ، گرم مصالحہ اور تھوڑی سی ہلدی ڈال کر ڈھک دیں، پھر 2، 3 منٹ تک پکائیں، ٹماٹر کا پانی خشک ہو جائے تو مزید اتنا پانی ڈالیں کہ سوکھی روٹیاں گیلی ہو جائیں، پھر روٹیاں ڈال کر اچھے سے مکس کریں۔ گیلا پن ختم ہو جائے اور روٹیاں نوڈلز کی شکل میں کرسپی ہو جائیں تو ہرا پیاز یا ہرا دھنیہ ڈال کر کھائیں، یہ لذیذ کھانا تیار ہو جائے گا۔

طریقہ نمبر 2:

روٹی چار عدد، تیل دو کھانے کے چمچ، الائچی چند دانے، پسی چینی حسب ضرورت۔

ترکیب: روٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرلیں یا انہیں کسی گرائنڈر میں موٹا موٹا پیس لیں، پھر کڑاہی میں تیل ڈال کر اس میں الائچی ڈال دیں، کچھ دیر بعد روٹیاں ڈال کر اچھی طرح تل لیں، ان کا رنگ براؤن ہو جائے تو چینی شامل کرکے دونوں کے یک جاں ہونے تک پکائیں۔ مزیدار میٹھی چوری تیار ہے، ناشتے میں چائے یا دودھ کے ساتھ کھائیں، پراٹھے کا مزہ دے گی۔

طریقہ نمبر 3:

باسی روٹی چار عدد، چنے کی دال چار کھانے کے چمچ، مونگ، ماش اور مسور کی دالیں دو دو کھانے کے چمچ، لہسن ادرک پیسٹ دو چائے کے چمچ، بڑی پیاز ایک عدد، ہلدی ڈیڑھ چائے کا چمچ، لال مرچ ایک چائے کا چمچ یا نمک کی طرح حسب ذائقہ، گرم مصالحہ اور چکن پاؤڈر ڈیڑھ ڈیڑھ چائے کا چمچ۔

بگھار کے اجزا: باریک کٹی پیاز ایک عدد، ثابت لال مرچ چار عدد، زیرہ ایک چائے کا چمچ، تیل دو سو گرام۔

گارنش کے اجزا: کٹا ہرا دھنیا دو کھانے کے چمچ، ادرک ایک چھوٹا ٹکڑا، کٹی ہری مرچ دو عدد، لیموں دو عدد۔

ترکیب: سب سے پہلے ایک برتن میں تمام روٹیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرکے پانی میں بھگو دیں، اب تمام دالوں کو دھو کر کچھ دیر کے لیے بھگو دیں، پھر ایک برتن میں تمام دالوں کو پانی کے ساتھ چولھے پر گلنے کے لیے رکھ دیں۔ اُبال آنے پر اس میں لہسن ادرک کا پیسٹ اور پیاز کے ساتھ ہی تمام مصالحہ جات شامل کریں اور پکنے دیں۔ جب دالیں گل جائیں اور پانی خشک ہو جائے تو پانی میں بھیگی ہوئی روٹیوں کو ہاتھوں سے مل کر دالوں میں شامل کرلیں اور تھوڑا سا پانی مزید شامل کرکے دس سے بیس منٹ تک پکنے دیں۔ جب یہ تیار ہو جائے تو اس میں ہرا دھنیا، ہری مرچیں اور چکن پاؤڈر شامل کرکے اسے چولھے سے اتار لیں۔ اب ایک فرائی پین میں تیل ڈال کر پیاز، زیرہ اور ثابت لال مرچ ڈال کر بگھار تیار کریں۔ پھر ہرا دھنیا، ہری مرچ، لیموں اور ادرک سے گارنش کریں۔ باسی روٹیوں سے بنی مزیدار ڈش تیار ہے۔

طریقہ نمبر 4:

روٹی کو شوربے میں پکالیں یا شوربے میں توڑ کر بھگو دیں تاکہ وہ اچھی طرح گل جائے، یہ طریقہ ثرید کہلاتا ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا محبوب ترین کھانا ثرید تھا۔[7]

بازاری کھانوں کے نقصانات

خوراک اور صحت کا آپس میں گہرا تعلق ہے، متوازن اور

صحت مند غذا کے انتخاب اور استعمال سے ہی تا دیر صحت مند اور بھرپور توانا رہنا ممکن ہے لیکن مشینی دور کی مشینی غذاؤں کا استعمال بڑھتا چلا جا رہا ہے جس کے باعث مریضوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔ فی زمانہ گھریلو روٹی کی جگہ بازاری چیزوں مثلاً نان، تندوری روٹی و چپاتی، شیر مال، کلچہ، تافتان، شوارما، پوری، گھی میں تربہ تر پراٹھے، برگر اور پیزے وغیرہ کو ترجیح دی جاتی ہے۔ جہاں اس کی وجہ لذت ہے وہیں ہماری بہو بیٹیوں کی سستی اور کاہلی بھی اس کا سبب ہے۔ کیونکہ بعض گھرانوں میں کھانا بنانا بہت مشکل اور بازاری کھانوں کو اچھا سمجھا جاتا ہے۔ حالانکہ ایسے کھانے حد درجہ نقصان دہ ہیں۔ چنانچہ ضروری ہے کہ ہم اپنی بچیوں کی تربیت میں امورِ خانہ داری، بالخصوص کچن اور اس سے متعلقہ امور کو نہ صرف شامل کریں بلکہ ان میں مہارت پیدا کریں تاکہ شادی کے بعد ان کی سستی اور کاہلی ان کے آڑے نہ آئے بلکہ وہ ایک اچھی بہو، اچھی بیوی اور اچھی ماں ثابت ہوں، ان کی وجہ سے گھر امن کا گہوارہ بنے۔ ان کو اچھا بہترین خوش ذائقہ اور صحت سے بھرپور کھانا پکانا سکھائیں تاکہ گھر کا کوئی فرد بھی بازاری کھانوں کا رخ ہی نہ کرے۔ کیونکہ جب کھانا گھر میں بنے گا تو یقینی بات ہے کہ اس میں استعمال ہونے والی ہر چیز صاف ستھری اور خالص ہو گی اور کوئی بھی مضرِ صحت شے شامل نہ ہو گی۔ جبکہ فوڈ اسٹریٹ اور ریسٹورنٹ میں تیار شدہ کھانے بظاہر خوشبودار اور لذت سے بھرپور ہوتے ہیں لیکن انتہائی نقصان دہ بھی ہیں۔ کیونکہ یہ کھانے اکثر خوب گرم تیل میں تیار کیے جاتے ہیں اور طبّی تحقیق کے مطابق تیل کو جب خوب گرم کیا جاتا ہے تو اس میں ناخوشگوار اور نقصان دہ مادے پیدا ہو جاتے ہیں، تلنے کے لیے ڈالی جانے والی چیز بھی نمی چھوڑتی ہے جس کے سبب تیل بھی شور مچاتا ہے جو کہ کھانے کے کیمیائی اجزا کی توڑ پھوڑ کی علامت ہے جس کی وجہ سے غذائی اجزا اور وٹامنز تباہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ،

تلی ہوئی چیزوں سے پیدا ہونے والی چند بیماریاں یہ ہیں:

✹ وزن کا بڑھنا ✹ آنتوں کی دیواروں کا متاثر ہونا ✹ اِجابت (پیٹ کی صفائی) میں گڑبڑ ہونا ✹ پیٹ کا درد ✹ متلی ✹ قے یا ✹ اسہال (یعنی پانی جیسے دست) ✹ چربی کے مقابلے میں تلی ہوئی چیزوں کا استعمال زیادہ تیزی کے ساتھ خون میں نقصان دہ کولیسٹرول یعنی LDL بناتا اور مفید کولیسٹرول یعنی HDL کم کرتا ہے ✹ خون میں جمی ہوئی ٹکڑیاں بنتی ہیں ✹ ہاضمہ خراب ہوتا ہے تو پیٹ میں ہر وقت گیس کی شکایت بھی رہتی ہے ✹ زیادہ گرم تیل میں ایک زہریلا مادہ ایکرولین پیدا ہو کر آنتوں میں خراش پیدا کرتا ہے جبکہ ایک اور خطرناک زہریلا مادہ فری ریڈیکلز بھی دل کے امراض ✹ کینسر ✹ جوڑوں میں سوزش ✹ دماغ کے امراض اور ✹ جلد بڑھاپا لانے کا سبب بنتا ہے۔

ڈبل روٹی کے نقصانات: عام طور پر لوگ ناشتے میں یا روزمرہ روٹین میں کم وقت ملنے کے سبب ڈبل روٹی کا استعمال شروع کر دیتے ہیں، کیونکہ یہ تاثر عام پایا جاتا ہے کہ یہ کھانے کے لیے بہترین اور نرم غذا ہے حالانکہ حقیقت میں ایسا نہیں، کیونکہ غذائی ماہرین کے مطابق اسٹارچ اور کاربوہائیڈریٹس کی زیادتی کے سبب ڈبل روٹی کا مسلسل استعمال معدے اور نظامِ ہاضمہ کے لئے نقصان دہ ہے، اس لئے کہ ڈبل روٹی میں فائبر اور گندم میں پائی جانے والی غذائیت نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے جس کے نتیجے میں ہم خود یا ہمارے گھر والے متعدد بیماریوں میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

اللہ پاک ہمیں گھر میں روٹی بنانے اور گھر کی ہی بنی ہوئی روٹی کھانے کھلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

(1) بخاری، 3 / 522، حدیث: 5377 (2) المجروحین، 2 / 390 (3) فتاویٰ رضویہ، 21 / 669 (4) کھانے کا اسلامی طریقہ ص7 (5) ابن ماجہ ،4 / 49، حدیث: 3353 (6) شمائل ترمذی، ص 109، حدیث: 164 ماخوذاً (1) ابو داود، 3 / 492، حدیث: 3783

طوافِ زیارت کے بعد مخصوص ایام شروع ہو جائیں تو!

مفتی محمد قاسم عطاری (دار الافتاء اہل سنت عالمی مدنی مرکز فیضان مدینہ کراچی)

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرعِ متین اس بارے میں کہ ایک خاتون نے حج کیا، طوافِ زیارت کے بعد آرام کرنے کے لئے ہوٹل آئی، تو ہوٹل پہنچنے کے بعد اسے حیض آ گیا، اس نے کسی سے مسئلہ پوچھا، تو بتایا گیا کہ ناپاکی کی حالت میں سعی کرنا درست نہیں ہے، لہٰذا وہ مکہ شریف میں ہوٹل میں ہی ٹھہری رہی، جب پانچ چھ دن بعد حیض سے پاک ہوئی، تو اس نے سعی کی اور اپنے وطن آ گئی، تو اس صورت میں کیا اس کا حج ادا ہو گیا اور سعی میں تاخیر کرنے کی وجہ سے کوئی کفارہ لازم ہو گا؟ طوافِ زیارت پاکی کی حالت میں ہی کیا تھا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ اَللّٰهُمَّ هِدَایَةَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

پوچھی گئی صورت میں اس خاتون کا حج (دیگر شرائط کی موجودگی میں) ادا ہو گیا اور سعی میں تاخیر کرنے کی وجہ سے کوئی گناہ یا کفارہ لازم نہ آیا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ صفا و مروہ کے مابین سعی کرنا حج کے واجبات میں سے ہے، لیکن حج کا یہ واجب غیر مؤقت ہے، یعنی اس کی ادائیگی کے لئے کوئی انتہائی وقت مقرر نہیں، لہٰذا جس طواف کے بعد سعی کر سکتے ہیں، اس طواف کے بعد کتنی ہی تاخیر ہو جائے، یہ واجب ساقط نہیں ہو گا، حتی کہ اگر کسی نے مناسکِ حج ادا کئے اور سعی کئے بغیر اپنے وطن لوٹ آیا، پھر واپس جا کر سعی کر لی، تو اس کا واجب ادا ہو جائے گا، لیکن خیال رہے! بلا عذرِ شرعی سعی کا ترک گناہ اور دَم لازم ہونے کا سبب ہے۔ یہاں ترکِ سعی کا تحقق خروجِ مکہ سے ہو گا، یعنی جب تک مکہ میں ہے، سعی کا تارک نہیں کہلائے گا، لہٰذا مکہ میں جتنا عرصہ رہے، سعی میں تاخیر کی وجہ سے نہ گناہ گار ہے اور نہ دم لازم ہو گا، (البتہ بغیر عذر اسے طواف سے مؤخر کرنا مکروہ و خلافِ سنت ہے) اور اگر سعی چھوڑ کر مکہ سے چلا آئے، تو اب سعی کا تارک قرار پائے گا اور بلا عذرِ شرعی ایسا کرنے پر گناہ گار ہو گا اور اس پر دَم بھی واجب ہو جائے گا، ہاں! اگر واپس آ کر سعی کر لے، تو واجب ادا ہو جانے کی وجہ سے لازم شدہ دَم ساقط ہو جائے گا اور جو گناہ ہوا اس سے توبہ بھی کرے۔

اس تفصیل سے صورتِ مسئولہ کا جواب واضح ہو گیا کہ جب وہ خاتون طوافِ زیارت کے بعد مکہ شریف میں ہی ٹھہری رہی اور اس نے مکہ سے نکلنے اور وطن واپس آنے سے پہلے سعی کر لی، تو بلا شبہ اس کا واجب ادا ہو گیا اور اس تاخیر کی وجہ سے نہ سعی کی تارک کہلائی اور نہ کوئی گناہ یا کفارہ لازم آیا۔

نوٹ: جس نے حیض کی حالت میں سعی درست نہ ہونے کا مسئلہ بتایا، اس نے غلط کہا۔ درست مسئلہ یہ ہے سعی کے لئے طہارت شرط نہیں، لہٰذا مذکورہ صورت میں اگر وہ خاتون حیض کی حالت میں بھی سعی کر لیتی، تب بھی سعی ادا ہو جاتی۔

تنبیہ: سعی چھوڑ کر مکہ سے چلے جانے اور پھر واپس آ کر سعی کرنے پر یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ اگر میقات کے اندر سے ہی واپس لوٹے، تو بغیر احرام کے بھی آ سکتا ہے، البتہ اگر میقات کے باہر سے واپس آئے، تو احرام کے ساتھ آنا ہو گا کما فی عامۃ الکتب۔

وَاللّٰهُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَم صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

سالگرہ کی رسم سے پوری دنیا تقریباً متعارف ہے، یہ رسم اگرچہ غیر مسلموں کی ایجاد ہے، لیکن اگر جائز طریقے سے منائی جائے تو شریعت میں منع نہیں یعنی کیک وغیرہ بھی کاٹ سکتی ہیں۔ کیونکہ اس موقع پر عموماً رشتے داروں کو کھانا وغیرہ بھی کھلایا جاتا ہے جو ایک طرح سے صلہ رحمی بھی ہے جس پر ثواب ملے گا۔ یاد رہے! صلہ رحمی کی شریعت میں بہت تاکید آئی ہے اور اس کی فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔ جیسا کہ فرمانِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم ہے: بیشک اللہ پاک صدقہ اور صلہ رحمی کے سبب عمر میں اضافہ کرتا، بری موت کو دور کرتا اور مکروہ وناپسندیدہ چیزوں سے بچاتا ہے۔[1] البتہ! اگر اس موقع پر میوزک، گانے باجے بجائے جائیں وغیرہ تو یہ عمل اس طرح کے حرام کاموں کی وجہ سے ناجائز ہو جائے گا۔

سالگرہ پر کیک کاٹنے کی ابتدا کہاں سے ہوئی؟ کیک کی تاریخ اگرچہ بہت پرانی ہے، مثلاً مصر میں کیک یہاں پر حکومت کرنے والے فراعنہ، یونانیوں، رومن اور بازنطینیوں یہاں تک کہ مسلمانوں کے دور میں بھی عید کے موقع پر ہوتا تھا، مگر سالگرہ کے موقع پر کیک کاٹنے کی ابتدا جرمنی سے ہوئی یعنی سب سے پہلے سالگرہ کا کیک جرمنی میں بنایا گیا تھا، جرمن لوگ اپنے بچوں کی سالگرہ کو کیک کے ساتھ مناتے تھے، اس جشن کو کنڈر فیسٹ کہا جاتا تھا۔ وقت کے ساتھ سالگرہ منانے کے طریقے میں بھی جدّت آتی گئی اور کیک کاٹنے کی روایت کے ساتھ ساتھ اس میں ایک اور اضافہ بھی کیا گیا جس میں سالگرہ کے وقت کیک پر موم بتیاں لگائی جانے لگیں اور کیک کاٹتے وقت ان موم بتیوں کو پھونک مار کر بجھایا جانے لگا۔ بعض کے نزدیک کیک پر موم بتیاں لگانے کا آغاز قدیم یونان سے ہوا۔ یونانی گول کیک بناتے اور اس پر موم بتیاں لگاتے تھے اور ایسا وہ اپنی چاند کی دیوی Artemis کے احترام میں کیا کرتے تھے۔ جبکہ بعض کا کہنا ہے کہ کیک پر موم بتیاں لگانے کا آغاز بھی جرمنی سے ہی ہوا جو کہ زندگی میں روشنی کی عکاسی کرتی ہیں۔ آج کیک پر موم بتیاں جلانا باقاعدہ رسم کی شکل اختیار کر گیا ہے جسے تقریباً دنیا کے ہر ملک میں اپنایا جاتا ہے۔ بہر حال سالگرہ کے موقع پر آج کل جو رسومات دیکھنے میں آ رہی ہیں، ان کا مختصر جائزہ کچھ یوں پیش کیا جاسکتا ہے:

جائز و ناجائز وغیرہ رسومات: ٭سالگرہ پر ایسی تقاریب کا اہتمام کرنا جس میں بے پردگی و نامحرم مرد و زن کا اختلاط ہو جائز نہیں۔ ٭سالگرہ پر تحائف دینے کا سلسلہ ہوتا ہے، اگر جائز تحفہ ہے اور رضامندی سے دیا جارہا ہے تو درست ہے۔ البتہ! غیر محرم یعنی کزن دیور جیٹھ وغیرہ کا تحفہ دینا یا اس کا تحفہ قبول کرنے کی شریعت میں ممانعت ہے۔ ٭بعض لوگوں کا خیال ہے کہ محرم میں یا صفر کے مہینے میں سالگرہ نہیں کر سکتے، اس کی کوئی اصل نہیں۔ ٭فی زمانہ سالگرہ کی مبارک باد دینے کیلئے مخصوص کارڈز وغیرہ دیئے جاتے ہیں۔ ٭قدیم زمانے کے بعض لوگوں کا خیال تھا کہ جس کی سالگرہ ہو اس پر بد روحیں حملہ کرتی ہیں، لیکن اگر اس کے دوست اس سے ملنے آئیں اور اُسے دعائیں دیں تو وہ ان حملوں سے محفوظ رہے گا۔ جبکہ بعض کے نزدیک سالگرہ کی موم بتیوں میں ایک خاص جادو ہوتا ہے جس سے خواہشیں پوری ہو جاتی ہیں۔ حالانکہ شرعاً ان نظریات کی کوئی حیثیت نہیں۔

---

[1] مسند ابی یعلی، 3/398، رقم 4090

بنت عثمان مدنیہ عطاریہ
رکن مشاورت جامعات المدینہ گرلز

آنکھوں کی حفاظت

آنکھیں اللہ پاک کی بہت ہی عظیم اور پیاری نعمت ہیں ان کی قدر کا اندازہ انہیں زیادہ ہے جنہیں یہ نعمت میسر نہیں، ہونا تو یہ چاہئے کہ اس نعمت پر اللہ پاک کا بے انتہا شکر ادا کیا جائے جیسا کہ ہماری بزرگ خواتین کرتی رہیں، لیکن افسوس! بدقسمتی سے جس طرح خواتین کے متعلق یہ معروف ہے کہ وہ بولنے میں بے باک ہوتی ہیں اور اپنی زبان کی حفاظت نہیں کرتیں، اسی طرح دیکھنے میں بھی بے باک ہیں، انہیں احساس تک نہیں کہ دیکھنا بھی ایک عمل ہے جو ان کے لئے ثواب یا عذاب کا باعث بن سکتا ہے۔ کیونکہ فی زمانہ ہم میں سے کثیر خواتین جانے انجانے میں اپنی آنکھوں کے غلط استعمال کی وجہ سے اللہ پاک کی ناراضی کا سبب بن رہی ہیں، اس لئے کہ وہ ان آنکھوں کا استعمال وہاں کرتی ہیں جہاں استعمال سے اللہ پاک نے منع فرمایا ہے یا پھر بسا اوقات وہ آنکھوں کا جائز استعمال بھی کرتی ہیں مگر ارادہ و نیت درست نہیں ہوتی۔ یوں ان کی نگاہیں اللہ پاک کی نافرمانی والے کاموں میں مصروف ہو کر اس کے غضب کو دعوت دیتی ہیں لہٰذا بہتر ہے کہ آنکھوں کی زیادہ سے زیادہ حفاظت کی جائے تاکہ ان کے فوائد و برکات دنیا و آخرت میں ہمیں نصیب ہوں۔

یاد رہے! عورتوں کیلئے سب سے بہتر تو یہ ہے کہ وہ کسی غیر مرد کو نہ دیکھیں، جیسا کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے صحابہ کرام سے دریافت فرمایا: ذرا یہ تو بتاؤ کہ عورت کیلئے سب سے بہتر شے کیا ہے؟ سب خاموش رہے اور کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں گھر گیا اور سیدہ فاطمہ سے جب یہی سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: ایک عورت کے لئے سب سے بہتر شے یہ ہے کہ وہ کسی مرد کو دیکھے نہ کوئی مرد اسے دیکھے۔ [1] مشہور قاری حضرت ابو عمرو دانی رحمۃ اللہ علیہ کے استاذ حضرت ابو الحسن بن طاہر رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی حضرت عروسہ صحراء رحمۃ اللہ علیہا کے متعلق منقول ہے کہ شادی کی پہلی رات ہی انتقال فرما گئیں، جس کا سبب یہ بنا کہ شادی سے پہلے آپ ہر وقت اپنے رب کی عبادت میں مصروف رہتی تھیں، یہاں تک کہ آپ کی توجہ کسی اور طرف گئی نہ آپ نے کبھی اپنے والد ماجد کے علاوہ کسی اور مرد کو دیکھا، چنانچہ شادی کی پہلی رات جب آپ کے شوہر نے آپ کا گھونگھٹ اٹھایا اور آپ نے اپنے سامنے اپنے والد گرامی کے علاوہ کسی اور مرد کو دیکھا تو شرم و حیا سے آپ کے پسینے چھوٹ گئے، گھبراہٹ اس قدر زیادہ ہو گئی کہ آنکھوں سے دکھائی دینا بند ہو گیا۔ فوراً اللہ پاک سے دعا کی: یا اللہ! مجھے اپنے سوا کسی اور کے دیکھنے سے بچا۔ اللہ پاک نے ان کی دعا قبول فرمائی اور وہ اسی وقت جہانِ فانی سے کوچ فرما گئیں۔ [2]

معلوم ہوا! اسلامی تاریخ میں ایسی خواتین بھی ہوئی ہیں جنہوں نے زندگی بھر کسی غیر مرد کو دیکھا نہ کسی غیر مرد نے انہیں دیکھا۔ چونکہ پردے کا اس قدر اہتمام تقویٰ کی انتہائی اعلیٰ صورت ہے اور اس پر عمل کرنا ہر ایک کے بس میں نہیں، لہٰذا اسلام نے اعتدال کی راہ بھی بتائی ہے یعنی اگر غیر مردوں کی طرف دیکھنا پڑے تو نگاہیں جھکا کر رکھیں۔ جیسا کہ پارہ 18 سورۂ نور کی 31ویں آیت میں ہے: وَ قُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ یَغْضُضْنَ مِنْ

اَبۡصَارِهِنَّ ترجمۂ کنز العرفان: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو کہ وہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں۔ اَمیرِ اَہلِ سنّت دامت بَرَکاتُہمُ العالیہ عورت غیر مرد کو دیکھ سکتی ہے یا نہیں؟ کے جواب میں فرماتے ہیں: نہ دیکھنے میں عافیت ہی عافیت ہے۔ البتہ دیکھنے میں جواز کی صورت بھی ہے مگر دیکھنے سے قبل اپنے دل پر خوب خوب اور خوب غور کرلے کہیں یہ دیکھنا گناہوں کے غار میں نہ دھکیل دے۔ فقہائے کرام جواز کی صورت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عورت کا مردِ اجنبی کی طرف نظر کرنے کا وہی حکم ہے جو مرد کا مرد کی طرف نظر کرنے کا ہے اور یہ اس وقت ہے کہ عورت کو یقین کے ساتھ معلوم ہو کہ اس کی طرف نظر کرنے سے شہوت نہیں پیدا ہوگی اور اگر اس کا شبہ بھی ہو تو ہرگز نظر نہ کرے۔[3]

افسوس! صد افسوس! فی زمانہ خواتین آنکھوں کی حفاظت کے معاملے میں بالکل بے پرواہو چکی ہیں، جس کا بنیادی سبب ان کا نیکیوں سے، اسلامی تعلیمات سے اور نیک صحبتوں سے دور ہو جانا ہے۔ چنانچہ شیطان بڑی آسانی سے ایسی خواتین کو فلموں، ڈراموں وغیرہ کے ذریعے بے پردگی و بے حیائی کے نزدیک لے جاتا ہے۔ لہٰذا نگاہوں کی حفاظت کے حوالے سے ہمیں ہمیشہ یہ باتیں پیشِ نظر رکھنی چاہئیں:

نگاہوں کی حفاظت کے طریقے

❶ نگاہوں کی حفاظت کے فضائل و فوائد پر غور کیا جائے کہ ان کی حفاظت سے ٭ اللہ پاک کی رضا و خوشی حاصل ہوتی ہے۔ ٭ دل و دماغ کو اطمینان، سکون، راحت تقویت اور چین نصیب ہوتا ہے۔ ٭ روحانیت میں اضافہ ہوتا ہے۔ ٭ بہت سی پریشانیوں مصیبتوں اور غموں سے حفاظت رہتی ہے۔ ٭ شیطان خوب ذلیل و رسوا ہوتا ہے۔ ٭ عزت و وجاہت اور مرتبے میں اضافہ ہوتا ہے۔ ٭ دنیا و آخرت اچھی ہوتی ہے۔ ٭ جنت سے قربت اور جہنم سے دوری نصیب ہوتی ہے۔ ٭ طبیعت میں اعتدال اور نیکیوں کی طرف رغبت رہتی ہے۔ ٭ گناہوں سے بچنے میں مدد ملتی ہے۔

❷ بد نگاہی کے نقصانات اور عذابات کو پیشِ نظر رکھا جائے۔ مثلاً ہمارے سامنے کوئی نشہ آور چیز رکھ دی جائے اور ہم اس کی تباہ کاریوں سے واقف بھی ہوں تو یقیناً اس کے قریب بھی نہ جائیں گی۔ بالکل اسی طرح اگر بد نگاہی کے نقصانات کو پیشِ نظر رکھیں گی تو ہمارے لئے اِس سے بچنا بھی ممکن ہو گا۔ نیز کوشش ہو گی کہ خود کسی غیر مرد کو دیکھیں نہ کوئی ایسی صورت اپنائیں کہ ہر غیر مرد کی نگاہ ہماری جانب اٹھے۔ کیونکہ یہ دونوں صورتیں منع ہیں۔ جیسا کہ فرمانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم ہے: اللہ پاک کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور اس پر جس کی طرف دیکھا جائے۔[4] مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃُ اللہِ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ جو مرد اجنبی عورت کو قصداً بلا ضرورت دیکھے اس پر بھی لعنت ہے اور جو عورت قصداً بلا ضرورت اجنبی مرد کو اپنا آپ دکھائے اس پر بھی لعنت۔[5]

❸ ایسے واقعات پڑھے جائیں جن میں عبرت یا نگاہ کی حفاظت پر انعام مذکور ہو کیونکہ تاریخ میں ایسے کئی واقعات موجود ہیں جن میں مروی ہے کہ ہماری بزرگ خواتین نے اپنی نگاہوں کی حفاظت کی تو اس کی برکت نہ صرف انہیں حاصل رہی بلکہ اللہ پاک نے اس کا فائدہ دوسروں کو بھی پہنچایا۔ جیسا کہ شیخ نظامُ الدّین ابو المؤیّد رحمۃُ اللہِ علیہ کی والدہ ماجدہ کے پاکیزہ دامَن کے دھاگے کے واسطے سے مانگی گئی دعا کی برکت سے فوری بارش برسنے لگی۔[6] ❹ اچھی صحبت اختیار کی جائے کہ اس کی برکت سے بری صفات زائل ہو جاتی ہیں۔ اللہ پاک ہمیں اپنی آنکھوں کی حفاظت کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

❶ البحر الزخار، 2/ 159، حدیث: 526 ❷ جامع کرامات اولیا، 2/ 249 ❸ پردے کے بارے میں سوال جواب، ص 24 ❹ شعب الایمان للبیہقی، 6/ 162، حدیث: 7788 ❺ مراٰۃ المناجیح، 5/ 24 ❻ اخبار الاخیار، ص 294

بدنگاہی

اللہ پاک کے غضب کو دعوت دینے والا ایک کام بدنگاہی بھی ہے، یہ گناہ کثیر دینی و دنیوی نقصانات کا سبب ہے، اگرچہ اس میں وقتی لذت ہے لیکن اس سے طلب مزید بڑھتی ہے اور کبھی بھی سیری حاصل نہیں ہوتی۔ خواہ کتنی ہی بدنگاہی کر لی جائے دل بے چین رہتا ہے اور قیامت کے دن کی ذلت و رسوائی اس کے علاوہ ہے۔ اسلام میں مردوں اور عورتوں دونوں کو بدنگاہی سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ شیطان انہیں کسی قسم کے فتنے میں مبتلا نہ کر سکے۔ جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السّلام سے منقول ہے: خود کو بدنگاہی سے بچاؤ کہ بدنگاہی دل میں شہوت کا بیج بوتی ہے، پھر شہوت بدنگاہی کرنے والے کو فتنہ میں مبتلا کر دیتی ہے۔[1] اور اس فتنے کے متعلق امام غزالی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: جو اپنی آنکھ کی حفاظت پر قادر نہ ہو وہ اپنی شرم گاہ کی حفاظت پر بھی قادر نہیں۔[2] یاد رہے! ایک روایت میں ہے کہ اَلْعَیْنَانِ تَزْنِیَانِ یعنی آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔[3] جبکہ ایک روایت میں آنکھوں کے زنا کی وضاحت یہ کی گئی ہے: زِنَا الْعَیْنِ النَّظَرُ یعنی آنکھوں کا زنا بدنگاہی ہے۔[4] چنانچہ مسلمان خواتین کو پارہ 18 سورۂ نور کی 31ویں آیت میں حکم دیا گیا کہ بدنگاہی کریں نہ بدنگاہی کا ذریعہ بنیں۔

بدنگاہی سے بچنے کا طریقہ: ❶ عورتوں کے لئے بہتر تو یہ ہے کہ ہمیشہ پردے میں رہیں کہ کوئی انہیں دیکھے نہ یہ کسی کو دیکھیں، اس حوالے سے امہات المومنین کا وہ واقعہ ذہن بنانے کے لئے کافی ہے کہ جس میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک مرتبہ وہ اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے پاس تھیں کہ حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو حضور نے ہمیں پردہ کرنے کا حکم ارشاد فرمایا۔ اس پر میں نے عرض کی: حضور! وہ نابینا ہیں ہمیں نہیں دیکھ سکتے۔ تو حضور نے ارشاد فرمایا: کیا تم بھی اندھی ہو اور دیکھ نہیں سکتیں۔[5] ❷ فی زمانہ فتنوں سے بچنا چونکہ انتہائی مشکل ہے، لہٰذا اگر ہر وقت اس طرح اپنی نگاہوں کی حفاظت نہیں کر سکتیں کہ کوئی نامحرم مرد آپ کو دیکھے نہ آپ کسی کو دیکھیں تو کم از کم اتنا ہی کر لیجئے کہ اپنی نگاہیں ہمیشہ جھکا کر رکھئے اور انہیں آوارگی سے بچائیے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے دانستہ و نادانستہ آپ کی نگاہیں کسی کے جسم کے ان حصوں پر پڑ جائیں جنہیں دیکھنا آپ کے لئے جائز نہ ہو۔ جیسا کہ امام رازی فرماتے ہیں: عورت ہو یا مرد اس کے جسم کا وہ حصہ جو کسی بھی عورت کو دیکھنا جائز نہیں، اس سے مراد ناف سے لے کر گھٹنوں تک کا حصہ ہے، جبکہ باقی جسم دیکھ تو سکتی ہے لیکن اس شرط کے ساتھ کہ فتنے کا اندیشہ نہ ہو، اگر فتنے کا اندیشہ ہو تو یہ بھی ممنوع ہے۔[6] ❸ بدنگاہی کا ذریعہ بھی نہ بنیں، یعنی ایسے چمکیلے بھڑکیلے لباس نہ پہنیں جس سے مردوں کی نظریں ان کی طرف اٹھیں اور یوں وہ خود بھی گناہوں میں مبتلا ہوں اور اس وجہ سے ہمیں بھی دنیا و آخرت کی ذلت و رسوائی وغیرہ کا سامنا کرنا پڑے۔ اللہ پاک ہمیں بدنگاہی سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النّبیِّ الاَمین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

---

❶ منہاج العابدین، ص 62 ❷ احیاء العلوم، 3/125 ❸ مسند امام احمد، 2/84، حدیث: 3912 ❹ بخاری، 4/169، حدیث: 6243 ❺ ترمذی، 4/356، حدیث: 2787 ❻ تفسیر رازی، 8/361

جیسی کرنی ویسی بھرنی

بنت اکرم عطاریہ
ایم اے اردو، گلشن معمار، کراچی

آج جو کچھ زبیدہ بیگم نے اپنی بہن کے منہ سے سنا تھا، اس کی انہیں قطعی امید نہ تھی۔ اپنے تئیں وہ پر یقین تھیں کہ ان کی بہن ان کی امید نہ توڑے گی، لیکن ہوا اس کے برعکس۔ رہ رہ کر دماغ میں وہ الفاظ گردش کر رہے تھے جو ان کی بہن نے کہے تھے کہ میں کیسے زہرا کو اپنے بیٹے کے ساتھ بیاہ لاؤں! وہ اب یتیم ہو چکی ہے، جہیز میں کیا لائے گی؟ میں لوگوں کو کیا دکھاؤں گی؟ میرے بیٹے کی ذمہ داریاں بڑھ جائیں گی، گھر اور سسرال میں بس پس کر رہ جائے گا۔

یہ الفاظ زبیدہ بیگم کے لئے گویا زہریلے نشتر تھے، کیونکہ ان الفاظ نے انہیں سر تا پا جھنجوڑا ہی نہیں بلکہ ماضی کی کئی تلخ باتیں بھی انہیں یاد کروادیں، تقریباً یہی الفاظ انہوں نے چند سال قبل اپنے شوہر کی بھتیجی کے لئے استعمال کئے تھے، جب ان کے شوہر نے اپنے مرحوم بھائی کی بیٹی کو اپنی بہو بنانے کے بارے میں بات کی تھی۔

آہ! وقت نے کس قدر جلد پلٹا کھایا تھا، آج وہ خود بیوہ ہو چکی تھیں اور ان کی بیٹی کے سر پر بھی والد کا سایہ نہ رہا تھا، زبیدہ بیگم آج خود احتسابی کی کیفیت کا شکار تھیں اور خود اپنے ضمیر کی عدالت میں مجرم بنے کھڑی تھیں، جو کچھ انہوں نے دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ کیا تھا سب کچھ ان کی نگاہوں کے سامنے گھومنے لگا کہ کیسے وہ آئے دن بڑی شان سے اپنے بیٹے کے لئے رشتے دیکھنے جایا کرتیں اور کبھی کسی لڑکی کو قد کے چھوٹی ہونے کی وجہ سے تو کسی کو جسامت میں موٹی ہونے کی وجہ سے خاطر میں نہ لاتیں، کبھی کسی کی ناک اور دانت انہیں پسند نہ آتے تو کبھی کسی کی چال اور رنگت اچھی نہ لگتی، کبھی کسی کی فیملی کے بڑا ہونے پر اعتراض کرتیں تو کبھی کسی کے کم پڑھا لکھا ہونے کی وجہ سے انکار کر دیتیں۔ غریب لڑکیوں بالخصوص جن کے سر پر والد کا سایہ نہ ہوتا انہیں محض اس وجہ سے دیکھنا بھی پسند نہ کرتیں کہ وہ جہیز کم لائیں گی۔ ایسی نجانے کتنی ہی باتیں انہیں آہستہ آہستہ یاد آرہی تھی جن کی وجہ سے وہ اب تک من پسند بہو ڈھونڈ نہ پائی تھیں۔

آج زبیدہ بیگم کو ان سب ماؤں کے دکھ کا اندازہ ہو رہا تھا، جب چوٹ ان کے دل پر لگی اور ان کی بیٹی کا رشتہ لینے سے انکار کیا گیا، جو کچھ انہوں نے دوسروں کی بچیوں کے ساتھ کیا آج خود ویسا ہی سلوک ان کے ساتھ بھی ہوا تو غلطی کا احساس پیدا ہوا، فوراً اپنے رب کے حضور معافی کی خواستگار ہوئیں اور اپنی غلطی کو سدھارنے کے لئے ایک عزم کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئیں۔ کیونکہ ان کو یقین ہو چلا تھا کہ جیسی کرنی ویسی بھرنی کے مصداق وہ دوسروں کے ساتھ اچھا کریں گی تو یقیناً انہیں بھی اس کا اچھا صلہ ملے گا۔

زہرہ نے اپنی ماں کو یوں کہیں جانے کے لئے چادر اوڑھتے دیکھا تو حیرانی سے پوچھا: امی! خیریت ہے! کہاں جارہی ہیں؟ بولیں: تمہاری چچی کے گھر تمہارے بھائی کے لئے سعدیہ کا رشتہ لینے جارہی ہوں۔ انہوں نے جب یہ بتایا تو زہرہ پہلے تو اپنی والدہ کی اس کایا پلٹ پر بڑی حیران ہوئی پھر بولی: کیا چچی جان مان جائیں گی۔ تو زبیدہ خاتون بولیں: ہاں مجھے یقین ہے وہ مان ہی جائیں گی۔ اِن شاءَ اللہ۔

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 28ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے تحت ہونے والے 28ویں تحریری مقابلے کے کل مضامین 131 تھے جن میں سے 23 بعض وجوہات کی بنا پر قبول نہیں ہوئے، جن کے مضامین قبول ہوئے ان سب کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
قبولیت دعا کے 15 مقامات	65	قرآنِ کریم میں دھاتوں کا بیان	17	نمازِ عشا کی فضیلت واہمیت پر 5 فرامینِ مصطفےٰ	35
ریجیکٹ مضامین	17	ریجیکٹ مضامین	1	ریجیکٹ مضامین	5

28ویں مقابلے کے مضمون بھیجنے والیاں: کراچی: بنتِ آفتاب، بنتِ عرفان، بنتِ اسحاق، بنتِ عابد حسین، بنتِ مبین بھٹی، بنتِ سید نثار احمد، بنتِ خورشید، بنتِ اکرم، بنتِ محمد سلیمان، بنتِ محمد یعقوب خان، بنتِ محمد اقبال، بنتِ منصور، اُمِّ فیضان، بنتِ جمیل احمد عطاری، بنتِ عصمتُ اللہ خان، بنتِ یوسف انصاری، بنتِ راحت، بنتِ محمد کامران، بنتِ محمد امین، بنتِ پٹھان، بنتِ حکیم اللہ انصاری، بنتِ شہزاد احمد، بنتِ حبیب احمد، بنتِ انور زیب مدنیہ، اُمِّ خلّاد مدنیہ، بنتِ محمد زکریا مدنیہ، بنتِ محمد حسین مدنیہ، ام ورد مدنیہ۔ حیدر آباد: بنتِ ہارون، بنتِ محمد جاوید۔ سیالکوٹ: بنتِ محمود رضا انصاری، بنتِ لیاقت علی، بنتِ افتخار، بنتِ اقبال عطاریہ، بنتِ اصغر مغل، بنت ساجد علی، بنتِ خلیل، بنتِ محمد نواز، بنتِ عبد العزیز، بنتِ سعید احمد، بنتِ منیر احمد، بنتِ طارق محمد، بنتِ شبیر احمد عطاریہ، بنتِ امیر حیدر عطاریہ، بنتِ طارق، بنتِ عبد الرشید، بنت عنصر۔ راولپنڈی / اسلام آباد: بنتِ محمد شفیع، بنتِ مدثر، اُمِّ حنظلہ عطاریہ۔ لاہور: بنتِ حافظ علی محمد، بنتِ محمد نواز، بنتِ محمد عمران عطاری مدنیہ، بنتِ الطاف حسین مدنیہ۔ لالہ موسیٰ: بنتِ خادم حسین، بنتِ اصغر علی۔ دیگر: بنتِ نیاز احمد (معلمہ)، بنتِ امجد علی (جہلم)، بنتِ دلپذیر عطاریہ (کشمیر)، بنتِ محمد انور خان، بنتِ مجتبیٰ (ڈی آئی خان)، بنتِ محمد حنیف (قادر آباد)، اُمِّ اسوہ (منڈی بہاؤالدین)، بنتِ الطاف حسین (چنیوٹ)، بنتِ فخر الدین (رحیم یار خان)، اُمِّ غلام الیاس عطاریہ (بورے والا)، بنتِ اشرف عطاریہ (سمندری)، بنتِ شوکت علی (جڑانوالہ) بنتِ محمد شاہد، بنتِ خضر۔ ہند: بنتِ جاوید شیخ (بھیونڈی)، بنتِ معروف (پونچھ)، بنتِ سید ساجد علی اشرفی (حیدر آباد)، بنتِ عبد الحبیب (کاشی پور)، بنتِ عبد الرشید (پامپور)، بنتِ نصیر الدین (تھنہ منڈی)۔ اوورسیز: بنتِ عبد الرؤوف عطاریہ (امریکہ)، اُمِّ بلال عطاریہ (ٹیکساس)، اُمِّ حسان (سڈنی)، بنتِ اصغر (ڈنمارک)۔

قبولیتِ دعا کے 15 مقامات

بنتِ امیر حیدر عطاریہ

(درجہ ثالثہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ عطّار گلبہار، سیالکوٹ)

دعا اللہ ربُّ العزّت کے فضل و کرم کا مستحق ہونے کا نہایت ہی آسان اور مجرب ذریعہ ہے، گنہگار بندوں کے لئے دعا اللہ پاک کی طرف سے بہت بڑی سعادت ہے۔ دعا کی اہمیت کا اندازہ اللہ پاک کے اس فرمان سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے، اللہ پاک قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے: اُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ترجمۂ کنزُ الایمان: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (پ24، المؤمن: 60)

ہے تیرا فرمان اُدعونی ہے یہ دعا ہو قبر نہ سونی[1]

اس آیت کے تحت تفسیرِ صراطُ الجنان میں ہے: امام فخرُ الدین رازی رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: یہ بات ضروری طور پر معلوم ہے کہ قیامت کے دن انسان کو اللہ پاک کی عبادت سے ہی نفع پہنچے گا۔ اس لئے عبادت میں مشغول ہونا نہایت اہم ہے۔ چونکہ عبادات کی اقسام میں دعا ایک بہترین قسم ہے اس لئے یہاں بندوں کو دعا مانگنے کا حکم دیا گیا۔[2] نبی آخرُ الزّماں صلی اللہُ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دعا کرنے سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔[3] جن مقامات پر دعا قبول ہوتی ہے، ان میں سے

15 مقامات کا ذکر کیا جائے گا: ❶ مَطاف ❷ مُلتزم ❸ میزاب کے نیچے ❹ خانہ کعبہ کے اندر ❺ مسعیٰ (یعنی جہاں سعی کی جاتی ہے) ❻ صفا ❼ مَروَہ ❽ زَم زَم کے کنویں کے قریب۔[4] یہ جو مقامات ذکر کئے گئے ہیں یہ مکۂ مکرّمہ میں واقع ہیں۔

اب ان مقامات کا ذکر کیا جائے گا جو مدینہ منورہ میں واقع ہیں: ❾ مسجدِ نبوی شریف ❿ منبرِ اطہر کے پاس ⓫ مسجدِ قُبا ⓬ جبلِ اُحد ⓭ مسجدِ نبوی کے ستونوں کے نزدیک ⓮ مزاراتِ بقیع ⓯ وہ مبارک کنویں، جنہیں آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے نسبت ہے۔[5] مُواجہہ شریف کے بارے میں امام ابنُ الجزری رحمۃُ اللہِ علیہ فرماتے ہیں: دعا یہاں قبول نہ ہو گی تو کہاں قبول ہو گی![6]

جس جگہ کوئی ولی رہتے ہوں اس جگہ زیادہ دعا قبول ہوتی ہے: فرمانِ باری ہے: ترجَمۂ کنزُ العرفان: وہیں زکریا نے اپنے رب سے دعا مانگی، عرض کی: اے میرے رب! مجھے اپنی بارگاہ سے پاکیزہ اولاد عطا فرما بیشک تو ہی دعا سننے والا ہے۔(پ3، اٰلِ عمرٰن:38) اس آیت سے معلوم ہوا! حضرت زکریا علیہ السّلام نے حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے پاس کھڑے ہو کر اولاد کی دعا مانگی تاکہ قُربِ ولی کی وجہ سے دعا جلد قبول ہو۔[7]

کتاب "فضائلِ دعا" کا مطالعہ کرنے سے دعا کی اہمیت و فضیلت معلوم ہو گی اور دعا کرنے کا ذہن بنے گا۔ اِن شاءَ اللہ

اللہ پاک اپنے حبیب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے صدقے اپنی بارگاہ میں دعا کرنے کی سعادت سے نوازے۔

اٰمین بجاہ النّبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

نمازِ عشا کی اہمیت و فضیلت کے متعلق 5 فرامینِ مصطفٰے

بنتِ سید محمد نثار احمد

(درجۂ ثالثہ، جامعۃُ المدینہ گُلزارِ عطّار، کراچی)

نماز اللہ پاک کی طرف سے تحفۂ معراج ہے اور قرآن و حدیث سے اس کی اہمیت و فضیلت صاف واضح ہوتی ہے۔ بالعموم تمام نمازوں کی اور بالخصوص نمازِ عشا کی اپنی جگہ اہمیت ہے اور اس کے بے شمار فضائل و برکات ہیں۔

عشا کا لغوی معنٰی: عشا کے لغوی معنی رات کی ابتدائی تاریکی کے ہیں، چونکہ یہ نماز اندھیرا ہو جانے کے بعد ادا کی جاتی ہے، اس لئے اس نماز کو نمازِ عشا کہا جاتا ہے۔[8] **سب سے پہلے نمازِ عشا:** سب سے پہلے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفٰے صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے نمازِ عشا ادا فرمائی۔[9] نمازِ عشا چونکہ پورے دن کے اختتام پر رات میں ادا کی جاتی ہے اس لئے تھکن و سستی کے سبب اکثر لوگ اس سے غفلت برتتے ہیں اور نمازِ عشا کی ادائیگی سے قبل ہی یا تو سو جاتے ہیں یا پھر دنیاوی مشغولیت مثلاً شاپنگ سینٹر زمیں جانے اور سیر و تفریح کے سبب اسے ضائع کر دیتے ہیں لہٰذا باقی نمازوں کی طرح اس کی ادائیگی کا بھی خوب خوب التزام کرنے کی کوشش کی جائے، نمازِ عشا کی اہمیت و فضیلت اور وعیدات احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں پیشِ خدمت ہے:

❶ جس نے 40 دن فجر و عشا باجماعت پڑھی اس کو اللہ پاک دو آزادیاں عطا فرمائے گا: ایک نار سے، دوسری نفاق سے۔[10]

❷ جو نمازِ عشا جماعت سے پڑھے گویا اُس نے آدھی رات قیام کیا اور جو فجر جماعت سے پڑھے گویا اس نے پوری رات قیام کیا۔[11] ❸ جو چالیس راتیں مسجد میں باجماعت نمازِ عشا پڑھے کہ پہلی رکعت فوت نہ ہو، اللہ پاک اس کے لئے دوزخ سے آزادی لکھ دیتا ہے۔[12] ❹ ہمارے اور منافقین کے درمیان علامت (یعنی پہچان) عشا کی نماز میں حاضر ہونا ہے، کیونکہ منافقین ان نمازوں میں آنے کی طاقت نہیں رکھتے۔[13] ❺ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمان ہے: سب نمازوں میں زیادہ گراں یعنی بوجھ والی منافقوں پر نمازِ عشا اور فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے اگر جانتے تو ضرور ضرور حاضر ہوتے، اگرچہ سرین (یعنی بیٹھنے میں بدن کا جو حصہ زمین پر لگتا ہے اس) کے بل گھسٹتے ہوئے، یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا آتے۔[14]

بے شک نماز میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے، ہمیں چاہئے

کہ ہر نماز کو اس کے مقررہ وقت میں ادا کرنے کے ساتھ ساتھ نمازِ عشا کو بھی کامل و اکمل ادا کرنے کا اہتمام کریں، بالیقین اسی میں ہماری نجات اور کامیابی و کامرانی پنہاں ہے۔

قرآنِ کریم میں دھاتوں کا بیان

بنتِ منصور

(درجۂ رابعہ جامعۃُ المدینہ فیضانِ غزالی، کراچی)

قرآنِ مبین میں ہر شے کا بیان موجود ہے، خواہ وہ وضاحت و صراحت کے ساتھ ہو یا اشارہ و کنایہ کے ساتھ، نیز ہر شے کی تفصیل اور ہر خشک و تر کا بیان بھی اس میں موجود ہے، چنانچہ اللہ پاک نے قرآنِ مبین میں ارشاد فرمایا: وَلَا رَطْبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ مُّبِیْنٍ ﴿۵۹﴾ (پ7، الانعام:59) ترجمہ: اور کوئی تر چیز نہیں اور نہ ہی خشک چیز مگر وہ ایک روشن کتاب میں ہے۔ یعنی قرآنِ پاک میں ہر خشک و تر کے بارے میں اللہ پاک نے بیان فرمادیا۔

دھات (Metal) وہ کیمیائی عنصر (chemical element) ہوتا ہے جس میں حرارت اور بجلی چلانے کی صلاحیت ہوتی ہے۔ قرآنِ پاک میں دھاتوں کے بارے میں بھی بیان موجود ہے۔ چنانچہ جن چار دھاتوں کا ذکر واضح طور پر مذکور ہے، وہ یہ ہیں:

سونا اور چاندی: ان دونوں دھاتوں کا ذکر سورۂ توبہ کی آیت نمبر 34 میں یوں ہوا: وَالَّذِیْنَ یَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ (پ10، التوبۃ: 34) ترجمہ: اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کررکھتے ہیں۔ یہ دونوں دھاتیں تمام دھاتوں میں اپنی خصوصیات کی بنا پر بہت قیمتی ہیں اور ان پر دورِ حاضر میں ملک کی معیشت کا دار و مدار ہوتا ہے۔ یہ زیادہ تر زیورات بنانے کے کام آتیں اور زینت کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے دور میں یہ بطور نقدی (currency) درہم و دینار (چاندی اور سونے کے سکّے) بھی استعمال ہوتے تھے۔ سونا چٹانوں میں ذروں یا پتھروں جیسی شکل میں، آزاد حالت (free state) میں پایا جاتا ہے۔ مگر چاندی مرکب حالت (compound state) میں پائی جاتی ہے۔ دنیا میں سب سے زیادہ سونا چین میں پایا جاتا ہے، اسکے علاوہ کینیڈا، روس اور پیرو بھی اس فہرست میں شامل ہیں، جبکہ چاندی ایران، جرمنی، سنگاپور اور میکسیکو میں زیادہ پائی جاتی ہے۔

تانبہ: سورۂ کہف کی آیت نمبر 96 میں تانبہ کا ذکر یوں ہوا: قَالَ اٰتُوْنِیْۤ اُفْرِغْ عَلَیْهِ قِطْرًا ﴿۹۶﴾ (پ16، الکھف:96) ترجمہ: کہا: مجھے دو تا کہ میں اس گرم لوہے پر پگھلایا ہوا تانبہ اُنڈیل دوں۔ تانبہ (copper) مضبوط دھات ہے۔ جو بڑے پیمانے پر کیبلز (cables)، ہائی وولٹیج لائنز (high voltage lines)، سکوں (coins)، چابیوں (keys)، موبائل فونز، زیورات اور برتن وغیرہ کی پیداوار میں مفید ہے۔ اسکا سب سے بڑا مخرج چلی کے صحرا اٹاکاما میں واقع ہے جس میں سب سے زیادہ تانبہ کی پیداوار ہوتی ہے۔

لوہا: سورۂ حدید کی آیت نمبر 25 میں لوہے کا ذکر یوں ہوا: وَاَنْزَلْنَا الْحَدِیْدَ (پ27، الحدید:25) ترجمہ: اور ہم نے لوہا اُتارا۔

لوہے کا فائدہ یہ ہے کہ اس میں انتہائی سخت قوت ہے، یہی وجہ ہے کہ اس سے اسلحہ اور جنگی ساز و سامان بنائے جاتے ہیں اور اس میں لوگوں کیلئے اور بھی فائدے ہیں کہ لوہا صنعتوں اور دیگر پیشوں میں بہت کام آتا ہے۔[15]

نیز ضروریاتِ زندگی کے ہزاروں سامان ایسے ہیں جو بغیر لوہے کے تیار ہی نہیں ہوسکتے۔ اس لئے قرآنِ مجید میں فرمایا گیا ہے: وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ (پ27، الحدید:25) ترجمہ: اور لوگوں کے لئے فائدے ہیں۔ برازیل اور آسٹریلیا میں سب سے زیادہ اور بڑی لوہے کی کانیں ہیں۔ بہرحال یہ سبھی دھاتیں اللہ پاک کی نعمتوں میں سے بہت بڑی نعمتیں ہے۔ لہٰذا ہمیں ان سے حاصل بے شمار فوائد کو دیکھ کر خداوندِ قدوس کا شکر ادا کرنا چاہیے۔

---

❶ وسائل بخشش مرمَّم، ص122 ❷ تفسیر کبیر، 9/ 527 ملخصاً ❸ ترمذی، 5/319، حدیث: 3551 ملخصاً ❹ الحصن الحصین، ص31 ملتقطاً ❺ رفیق الحرمین، ص67 ملتقطاً ❻ الحصن الحصین، ص31 ❼ علم القرآن، ص219 ملخصاً ❽ فیضان نماز، ص114 ❾ شرح معانی الآثار، 1/ 226 ❿ تاریخ بغداد، 7/ 98 ⓫ مسلم، ص258، حدیث: 1491 ⓬ ابنِ ماجہ، 1/ 437، حدیث: 797 ⓭ مؤطاامام مالک، 1/ 133، حدیث: 298 ⓮ ابن ماجہ، 1/ 437، حدیث: 797 ⓯ تفسیر صراط الجنان، 9/ 592

اہم نوٹ: ان صفحات میں ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے سلسلے نئے لکھاری کے تحت ہونے والے 29ویں تحریری مقابلے کے مضامین شامل ہیں۔ چنانچہ اس ماہ ماہنامہ فیضانِ مدینہ کے تحت ہونے والے 29ویں تحریری مقابلے کے کل مضامین 100 تھے جن کی تفصیل یہ ہے:

عنوان	تعداد	عنوان	تعداد	عنوان	تعداد
قرآنِ کریم اور ذکرِ مکہ و مدینہ	19	مدینہ منورہ کے 10 فضائل احادیث کی روشنی میں	65	مکہ مکرمہ کے 10 فضائل	16

29 ویں مقابلے کے مضمون بھیجنے والیوں کے نام: کراچی: بنتِ شوکت مدنیہ (دھوراجی)، بنتِ عبد الحمید میمن مدنیہ (ماڈل کالونی)، بنتِ جمیل احمد (نیو کراچی)، بنتِ حبیب احمد مدنیہ (D.H.A)، بنتِ سید محمد نثار احمد، بنتِ محمد صدیق، بنتِ عبد الجبار بلوچ مدنیہ (لیاقت آباد)، بنتِ عنایت علی، بنتِ شہاب الدین مدنیہ (پی آئی بی کالونی)، بنتِ کامران احمد (لائنز ایریا)، بنتِ منصور (نیول کالونی)، بنتِ شمیم مدنیہ، بنتِ نسیم مدنیہ (اورنگی ٹاؤن)، ام ورد مدنیہ، بنتِ محمد ندیم (آگرہ تاج کالونی)، بنتِ اسلم حیات (منظور کالونی)، بنتِ محمد اکرم (گلشن مزدور)، بنتِ محمد اکرم (گلشن معمار)، بنتِ شہزاد احمد (چونا بھٹی)، بنتِ محمد عاصم، ام قبیصہ مدنیہ (سعید آباد)، بنتِ محمد عدنان، بنتِ عمران (فریئر مارکیٹ)، بنتِ فاروق (اجمیر منزل)، بنتِ محمد شاہد (کورنگی)، بنتِ رضوان، بنتِ محمود (ملیر)، بنتِ مظہر علی خان (لانڈھی)، بنتِ محمد موسیٰ (ہنگورہ گوٹھ)۔ حیدر آباد: بنتِ ایوب (پکا قلعہ)، بنتِ الیاس (ریشم گلی)، بنتِ محمد نعیم (میمن سوسائٹی)، بنتِ محمد جاوید (نورانی بستی)۔ سیالکوٹ: بنتِ طارق محمود (جنگ موڑ)، بنتِ محمد ثاقب (رحیم پور)، بنتِ محمد رمضان (نجوال روڈ)، بنتِ سعید احمد (گلبہار)، بنتِ شبیر حسین، بنتِ شبیر احمد (سلاگرپور)، بنتِ لیاقت علی، بنتِ محمد رشید (کمانوالہ)، بنتِ محمد مالک، بنتِ محمود رضا انصاری (نئی آبادی)، بنتِ محمد نواز (حاجی پورہ)، بنتِ ساجد علی (پسرور)۔ لاہور: بنتِ شفیق (تاجپورہ)، بنتِ عبد الستار (نشاط کالونی)، بنتِ محمد نواز (بھگت پورہ)، بنتِ انصر جمیل (کینٹ)، بنتِ احمد (مکہ کالونی)، بنتِ حافظ علی محمد (ڈمیر ٹاؤن)۔ واہ کینٹ: بنتِ شاہنواز، بنتِ آصف جاوید، بنتِ سلطان (گلشن کالونی)۔ فیصل آباد: بنتِ اصغر (سمندری)، بنتِ اصغر علی (سندھو ٹاؤن)۔ رحیم یار خان: بنتِ احمد، بنتِ محمد فخر الدین، بنتِ نذیر احمد (رحمت کالونی)۔ گوجرانوالہ: بنتِ محمد حسین، بنتِ نثار احمد (فیروزوالا)۔ گجرات: بنتِ ندیم اختر، بنتِ عبد الرزاق۔ راولپنڈی: بنتِ مدثر (صدر)، بنتِ محمد شفیع خان (سنگھر ٹاؤن)، بنتِ خضر (میانوالی)۔ متفرق شہر: بنتِ امجد علی (جہلم)، بنتِ صدیق (ہری پور)، بنتِ محمد انور خان (پنیالہ)، بنتِ محمد امین (محراب پور)، بنتِ دل پزیر (میرپور)، بنتِ صابر مدنیہ (اسلام آباد)، بنتِ مشتاق احمد (حاصل پور)، بنتِ اسلم (بستی اسلام پورہ)، بنتِ عثمان (سلطان پورہ)، بنتِ ایاز علی (اوکاڑہ) بنتِ فلک شیر (جوہر آباد)۔ ہند: بنتِ معروف (پونچھ)، بنتِ سید ساجد علی اشرفی (حیدر آباد)، بنتِ محمد نصیر الدین نقشبندی (تھنہ منڈی)، بنتِ ہاشم شاہ (ابڑاسہ)، بنتِ خواجہ امیر الدین (سرنکوٹ)، بنتِ عبد الرشید بھٹ (سرینگر)، بنتِ اکبر (کاشی پور)۔ اوورسیز: ام حسان (سڈنی)

قرآنِ کریم اور ذکرِ مکہ و مدینہ

ام زمیل عطاریہ

(دورۂ حدیث، جامعۃُ المدینہ گرلز خوشبوئے عطار، واہ کینٹ)

ذکر آیا ہے محبوب صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے مبارک شہروں کا، ایک کو محبوب صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ولادتِ مبارکہ کا شرف عطا فرمایا اور ایک کو وصال شریف کا، ایک عاشق کے عشق کو اُبھارنے کے لئے یہ موضوع کافی معلوم ہوتا ہے۔ ارے! کوئی اس کا دل چیر کے تو دیکھے! کیا سوز، کیا محبتیں، کیا آرزوئیں، کیا تمنائیں، کیا خیالات، کیا تصورات اُبل رہے ہیں، کبھی آنسوؤں سے دکھائی دیتے ہیں، کبھی اس کے چہرے پر فراق کی زردی بن کر ظاہر ہو جاتے ہیں، غرض محبوب صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کا مَسکن عُشّاق کے عشق کا ایک اہم جز ہے۔ یہ تو بندے کی محبت کی جھلک تھی۔ ربّ کائنات جو اپنے محبوب سے بہت محبت فرماتا ہے۔ وہ اپنے محبوب کے مبارک شہروں سے کتنی محبت فرماتا ہو گا۔ ہاں! ہاں! یہ ظاہر بھی فرمایا کہ جگہ جگہ محبوبِ کریم صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کے شہروں کا ذکر فرمایا۔ چنانچہ ربِّ کریم فرماتا ہے: وَ اِذْ قَالَ اِبْرٰهٖمُ رَبِّ اجْعَلْ هٰذَا بَلَدًا اٰمِنًا (پ 1، البقرۃ: 126) ترجمہ: اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی: اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنادے۔ بَلَدًا یعنی شہر سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ ارشاد فرمایا: لَاۤ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِۙ(۱) (پ30، البلد: 1) ترجمہ: مجھے اس شہر کی قسم۔

حضرت عبد اللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں نے حضور تاجدارِ رسالت صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم کو مقامِ حَزْوَرَہ کے پاس کھڑے ہوتے دیکھا، آپ فرما رہے تھے: خدا کی قسم! تُو اللہ پاک کی زمین میں بہترین ہے اور اللہ پاک کی تمام زمین میں مجھے زیادہ پیاری ہے۔ خدا کی قسم! اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں ہرگز نہ نکلتا۔[1]

اس سے معلوم ہوا! اللہ پاک کے پیارے نبی صلی اللہُ علیہ واٰلہٖ وسلم شہر مکہ کو کتنا عزیز رکھتے تھے۔ اللہ پاک فرماتا ہے: وَ اِذْ جَعَلْنَا

الْبَيْتَ مَثَابَةً لِّلنَّاسِ وَاَمْنًا ؕ (پ1، البقرۃ:125) ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا۔ یہاں بیت سے مراد مکہ مکرمہ ہے۔ ارشاد فرمایا: اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا وَّ هُدًى لِّلْعٰلَمِیْنَۚ (پ4، اٰل عمرٰن:96) ترجمہ: بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لئے ہدایت ہے۔

ہاں! یہ ساری شانیں مکے کو حاصل ہوئیں، اس دو عالَم کے سردار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وجہ سے، اس کے کعبہ، اس کے صفا و مروہ، مقامِ ابراہیم، حجرِ اسود سب آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی برکتیں لیتے رہے، یہاں تک کہ کریم ربّ نے ان کو معزز و متبرک بنا دیا اور ارشاد فرمایا: یَقُوْلُوْنَ لَىٕنْ رَّجَعْنَاۤ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ؕ وَ لِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَ لِرَسُوْلِهٖ وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ۠ (پ28، المنافقون:8) ترجمہ: وہ کہتے ہیں: قسم ہے اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو ضرور جو بڑی عزت والا ہے وہ اس میں سے نہایت ذلت والے کو نکال دے گا حالانکہ عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لیے ہے مگر منافقوں کو معلوم نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو مدینے میں مرنے کی استطاعت رکھتا ہو اسے چاہئے کہ وہ مدینے ہی میں مرے کہ جو مدینے میں مرے گا میں اس کی شفاعت کروں گا اور اس کے حق میں گواہی دوں گا۔[2]

ارشادِ باری ہے: ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کربیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہوجاتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (بھی) ان کی مغفرت کی دعا فرماتے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پاتے۔ (پ5، النسآء:64)

مدینہ پاک ہے اور پاک کرنے والا ہے، عشاق کے دلوں کی دھڑکن ہے، ان کی اُمیدوں کا مرکز ہے، ارے! کیسے نہ ہو کہ یہ وہ مبارک جگہ ہے جس کو آقا نے قیامت تک اپنی رفاقت عطا فرمادی۔ ارے! کیسے نہ ہو کہ جس کے ذرّے ذرّے نے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قدموں کو چوما۔ ارے! کیسے نہ ہو کہ جس کی فضائیں اللہ پاک کے محبوب صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے گرد پروانہ وار گھومتی رہیں۔ غرض اس کا ذرہ ذرہ جانِ کائنات صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عطاؤں اور نسبتوں والا ہے۔ شیخ کریم، پروانۂ مصطفٰے، عاشقِ مدینہ، اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

فداک یَا رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم

مدینہ منورہ کے 10 فضائل احادیث کی روشنی میں

بنتِ مدثر عطاریہ

(درجۂ ثانیہ، جامعۃُ المدینہ گرلز فیضانِ فاطمۃ الزہرا، راولپنڈی)

مدینہ وہ عظیم بستی ہے جس کو دنیا کی عظیم ترین ہستی سے نسبت حاصل ہے۔ پھر یہ نسبت تو کیا ہوئی، یثرب مدینۃ النبی کہلانے لگا۔ لاکھوں دل اس کی یاد میں بے چین ہو گئے، ہزاروں آنکھیں اس کے دیدار کی تمنا لئے اشکبار ہو گئیں۔ اسی نسبت کی وجہ سے اس شہر کی مدح میں سینکڑوں قصائد لکھے گئے۔ الغرض یہ خطہ رشکِ فلک اور عقیدتوں کا محور بن گیا۔

جب سے قدم لگے ہیں رسالت مآب کے

جنت بنا ہوا ہے مدینہ حضور کا

مدینہ منورہ کے فضائل شمار سے باہر ہیں، حصولِ برکت کے لئے احادیثِ کریمہ کی روشنی میں دس فضائل ذکر کئے جاتے ہیں: **اللہ پاک کو محبوب:** جب پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کی: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَخْرَجْتَنِي مِنْ اَحَبِّ الْبِقَاعِ اِلَيَّ فَاَسْكِنِّي اَحَبَّ الْبِقَاعِ اِلَيْكَ یعنی اے اللہ پاک! اگر تو مجھ کو اس جگہ سے جو میرے نزدیک محبوب ترین مقامات میں سے ہے، باہر لاتا ہے تو میری سکونت ایسی جگہ میں کر، جو تیرے نزدیک تمام مقامات میں محبوب ترین ہو۔[3] اور محبوب اپنے محبوب کیلئے وہی پسند کرتا ہے، جو اس کے نزدیک محبوب اور بہتر ہو۔[4]

سرکار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی محبت: سرکارِ عالی وقار صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو مدینہ منورہ کے قریب پہنچ کر زیادتِ شوق سے اپنی سواری تیز فرمادیتے اور مدینہ منورہ میں آپ کا قلبِ مبارک سکون پاتا۔[5]

فرشتوں کا پہرہ: آخری نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا ارشادِ خوشگوار ہے: اس ذات کی قسم! جس کے دستِ قدرت میں میری جان ہے، مدینے میں نہ کوئی گھاٹی ہے نہ کوئی راستہ، مگر اُس پر دو فرشتے ہیں، جو اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔[6]

مدینے کی تکلیف مرحبا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مدینہ کی تکلیف و مشقت پر جو ثابت قدم رہے، روزِ قیامت میں اس کا شفیع یا شہید ہوں گا۔[7]

شفاعت کی بشارت: مدینہ منورہ ہی وہ شہر ہے جس میں سارے عالم سے افضل خطہ یعنی مزارِ مصطفےٰ اپنی برکتیں لٹا رہا ہے۔ پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم فرماتے ہیں: مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي جس نے میری قبر کی زیارت کی میری شفاعت اس کے لئے واجب ہو گئی۔[8]

خاکِ مدینہ: یہ وہ شہر ہے جس کی خاک میں بھی شفا ہے۔[9]

حرمِ مصطفےٰ: سید المرسلین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اپنے دستِ اقدس سے مدینہ منورہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: بے شک یہ لائقِ احترام اور امن کا گہوارہ ہے۔[10]

مدینے کا نام طابہ: حدیثِ مبارکہ میں ہے: بے شک اللہ پاک نے مدینہ کا نام طابہ رکھا ہے۔[11]

دعائے آخری نبی: پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے دعا فرمائی: اے اللہ پاک! جتنی برکتیں مکے میں نازل کی ہیں، اس سے دگنی برکتیں مدینے میں نازل فرما۔[12]

نہایت ایمان افروز نقطہ: شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: متعدد طریقوں سے احادیثِ صحیحہ میں یہ بات آئی ہے کہ ہر نفس کی پیدائش اس مٹی سے ہے جہاں وہ دفن ہوتا ہے۔ ثابت ہوا! پیارے آقا صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی پیدائش شریف کے لئے مٹی مبارک اسی شہر مبارک مدینہ منورہ سے لی گئی۔[13] اللہ کریم ہم سب کو مدینہ پاک کی بار بار باادب حاضری عطا فرمائے۔ امین

اللہ مصطفےٰ کے قدموں میں موت دے دے
مدفن بنے ہمارا سرکار کا مدینہ

مکہ مکرمہ کے 10 فضائل

ام حسان (آسٹریلیا)

حدیثِ پاک میں ہے: کعبہ معظمہ بیت المقدس سے چالیس سال قبل بنایا گیا۔[14] ارشادِ باری ہے: ترجمہ: بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور سارے جہان والوں کے لئے ہدایت ہے۔ (ال عمرن:96) ایک روایت میں ہے: بے شک اللہ پاک نے کعبہ معظمہ کو دنیا کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے بنایا، جس کی بنیادیں ساتویں زمین تک گہری تھیں۔[15]

تفسیرِ کبیر میں ہے: کعبہ زمین کی ناف اور روئے زمین کے درمیان میں واقع ہے۔[16] مکہ کو اُمُّ القریٰ بھی کہتے ہیں کہ یہ تمام شہروں کی بنیاد ہے اور اسی سے زمین کو پھیلایا گیا ہے۔[17]

قرآنِ پاک میں متعدد مقامات پر مکہ مکرمہ کا ذکر آیا ہے: ترجمہ: اور یاد کرو جب ابراہیم نے عرض کی: اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنا دے۔ (پ 1، البقرۃ:126) مکہ مکرمہ میں مسجد الحرام کو پوری دنیا کے مسلمانوں کے لئے قبلہ بناتے ہوئے ارشاد فرمایا: اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کر لو۔ (البقرۃ:144) اور اس میں موجود مقامِ ابراہیم کے بارے میں مسلمانوں کو حکم دیا: ترجمہ: اور (اے مسلمانو!) تم ابراہیم کے کھڑے ہونے کی جگہ کو نماز کا مقام بناؤ۔ (البقرۃ:125) اور لوگوں کو خانہ کعبہ کا حج کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: ترجمہ: اور اللہ کے لئے لوگوں پر اس گھر کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک پہنچنے کی طاقت رکھتا ہے۔ (ال عمرن:97) اور خانہ کعبہ کے بارے میں ارشاد فرمایا: ترجمہ: اور (یاد کرو) جب ہم نے اس گھر کو لوگوں کے لئے مرجع اور امان بنایا۔ (البقرۃ:125) پارہ 30، سورۃ البلد کی پہلی آیت میں ارشاد فرمایا: مجھے اِس شہر کی قسم۔

حضور نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا فرمانِ معظم ہے: مکے میں رمضان گزارنا غیر مکہ میں ہزار رمضان گزارنے سے افضل ہے۔[18] مالکِ بحر و بر، قاسم کوثر صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: مکے اور مدینے میں دجّال داخل نہیں ہو سکے گا۔[19]

حضرت عبد اللہ بن عدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: میں نے حضور تاجدارِ رسالت صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو مقامِ حَزْوَرَہ کے پاس کھڑے ہوتے دیکھا، آپ فرمارہے تھے: خدا کی قسم! تُو اللہ پاک کی زمین میں بہترین ہے اور اللہ پاک کی تمام زمین میں مجھے زیادہ پیاری ہے۔ خدا کی قسم! اگر مجھے تجھ سے نہ نکالا جاتا تو میں ہر گز نہ نکلتا۔[20]

شارحِ بخاری مفتی شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیثِ پاک کے تحت نزہۃ القاری میں لکھتے ہیں: یہ ارشاد ہجرت کے وقت کا ہے، اس وقت مدینہ طیبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم سے مشرف نہیں ہوا تھا، اس وقت تک مکہ پوری سر زمین سے افضل تھا، مگر حضور صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہ شرف اسے حاصل ہو گیا۔[21]

حضرت عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس (مقدس) گھر کو دیکھنا بھی عبادت ہے۔[22] حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے فرمایا: جو مسجدِ اقصیٰ اور میری مسجد میں نماز پڑھے، اسے پچاس ہزار نمازوں کا اور مسجدِ حرام میں نماز پڑھے اسے ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔[23] بے شک یہاں سے کوئی محروم نہیں لوٹتا، مگر یہ بھی یاد رہے! وہاں ایک گناہ بھی ایک لاکھ گناہ ہے۔ اللہ پاک ہم سب کو فرض علوم سیکھ کر مکے مدینہ کی با ادب حاضری نصیب فرمائے۔ اٰمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم

---

❶ ابن ماجہ، 3/518، حدیث: 3108 ❷ شعب الایمان، 3/497، حدیث: 1482 ❸ خصائص کبری، 2/350 ❹ جذب القلوب (مترجم) باب دوم، صفحہ 22 ملخصاً ❺ عاشقانِ رسول کی 130 حکایات مع مکے مدینے کی زیارتیں، ص 260 ❻ مسلم، ص 548، حدیث: 3336 ❼ مسلم، ص 545، حدیث: 3318 ❽ دار قطنی، 2/351، حدیث: 2669 ❾ الترغیب والترھیب، 2/122، حدیث: 1885 ماخوذاً ❿ معجم کبیر، 6/92، حدیث: 5611 ⓫ مسلم، ص 550، حدیث: 3357 ⓬ بخاری، 1/620، حدیث: 1885 ⓭ جذب القلوب (مترجم) ص 18 ملخصاً ⓮ بخاری، 2/428-427 حدیث: 3366 ⓯ تفسیر کبیر، 3/296 ⓰ تفسیر کبیر، 2/82 ⓱ تفسیر کبیر، 3/299 ⓲ مسند البزار، 2/303، حدیث: 6144 ⓳ مسند امام احمد، 10/85، حدیث: 26106 ⓴ ابن ماجہ، 3/518، حدیث: 3108 ㉑ نزہۃ القاری، 2/711 ㉒ شعب الایمان، 3/455، حدیث: 4252 ㉓ ابن ماجہ، 2/176، حدیث: 1413

Mother

(بنت نظر احمد وانی کشمیر)

ماں اللہ پاک کی ایک ایسی نعمت ہے جسے اس نے انسان کی اولین تربیت و نگہداشت کا بہترین ذریعہ بنایا ہے، انسانوں میں ماں کا کوئی نعم البدل ہے نہ رشتوں میں ماں جیسا کوئی رشتہ ہے، ہمدردی میں ماں سے بڑھ کر کوئی کردار ہے نہ ماں کے دل اور آنکھ جیسا کوئی دل اور آنکھ کہ دنیا کے ناگوار ترین شخص کو اگر کوئی گوارا کر سکتا ہے تو وہ ماں کا دل ہے اور اسی دنیا کی بدترین صورت کو خوبصورت دیکھ سکتی ہے تو وہ ماں کی آنکھ ہے۔

بلاشبہ تاریخ کے صفحات اولاد کی خاطر ماں کی دی گئی بے مثل قربانیوں کے تذکرے سے بھرے ہوئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ تمام مذاہب اور دنیا کے سارے لوگ ماں کو بہت زیادہ احترام کے قابل سمجھتے ہیں۔

بچے پر ماں کے شفقت کرنے اور تکالیف جھیلنے کا آغاز اس کی پیدائش سے پہلے ہی شروع ہو جاتا ہے اور پھر پیدائش کے وقت اور اس کے بعد بھی یہ سلسلہ نہیں رکتا، وہ اس کی دیکھ بھال کرتے کرتے اگرچہ خود بنجر ہو جائے مگر اسے زرخیز بنا دیتی ہے۔ اپنی خواہشوں اور خوشیوں کا گلا گھونٹ کر بھی اسے خوش دیکھنا چاہتی ہے، اولاد کے لئے اس کے لہجے میں مٹھاس، کردار میں شفقت، آغوش میں دنیا بھر کی راحت اور قدموں تلے جنت ہے۔

بعض رشتے ایسے ہیں جن کی عظمت کو پورے طور پر لفظوں میں بیان کرنا مشکل ہے انہی میں سے ایک ماں کا رشتہ بھی ہے۔ واقعی ماں بہت سی خوبیوں کی جامع ہے۔

شخصیات اسلامی بہنوں میں دینی کام کرنے کے لئے نیوڈیپارٹمنٹ ”فیضان ایجوکیشن نیٹ ورک“ قائم کردیا گیا

ڈیپارٹمنٹ کا بنیادی مقصد شخصیات خواتین میں نیکی کی دعوت عام کرنا ہے

دعوتِ اسلامی کا شروع دن سے ہی یہ عزم ہے کہ ہر خاص وعام مردو خواتین میں نیکی کی دعوت کو پھیلانا اور انہیں دین کی طرف راغب کرتے ہوئے دینی ماحول سے وابستہ کرنا ہے۔ اسی مقصد کے تحت دعوت اسلامی وقتاً فوقتاً مختلف شعبہ جات کا قیام عمل میں لارہی ہے جن کے ذریعے ہر شعبے کے افراد تک نیکی کی دعوت پہنچانا ممکن ہوتا جارہا ہے۔ حال ہی میں دعوت اسلامی نے ایک نیو ڈیپارٹمنٹ بنام ”فیضان ایجوکیشن نیٹ ورک“ قائم کیا ہے جس کا مقصد شخصیات اسلامی بہنوں کے لئے کورسز یا ون ڈے ورک شاپس منعقد کرنا ہے۔ اس انسٹیٹیوٹ کی پہلی برانچ ڈیفنس میں قائم کردی گئی ہے جبکہ آنے والے وقتوں میں کراچی کے دیگر پوش ایریاز (مثلاً کلفٹن، گلشن اقبال، نارتھ ناظم آباد، فیڈرل بی ایریا، بحریہ ٹاؤن اور طارق روڈ وغیرہ) میں بھی اس کی برانچز قائم کی جائیں گی۔

موسیٰ لین میں محفلِ نعت کا انعقاد

محفل میں نگران عالمی مجلس مشاورت اسلامی بہن کا سنتوں بھرا بیان

دعوتِ اسلامی کے تحت 27 مئی 2022ء کو موسیٰ لین میں ٹاؤن نگران اسلامی بہن کے گھر میں محفلِ نعت کا انعقاد ہوا۔ محفل کا آغاز تلاوت و نعت سے ہوا جس کے بعد نگران عالمی مجلس مشاورت اسلامی بہن نے ”اللہ پاک کی نعمتوں کا شکر ادا کریں“ کے موضوع پر سنتوں بھرا بیان کیا اور ہر حال میں اللہ پاک کا شکر کا ادا کرنے کا ذہن دیا۔ نگران عالمی مجلس مشاورت اسلامی بہن نے محفل میں موجود اسلامی بہنوں کو دعوتِ اسلامی کے تحت ہونے والے ہر بدھ کو ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع اور دینی کاموں میں شرکت کرنے کی ترغیب دلائی۔

فیصل آباد میں ”گلی گلی مدرسۃ المدینہ“ کا لرننگ سیشن

سیشن کے دوران دینی کام کو مزید بڑھانے کے سلسلے میں پلاننگ کی گئی

دعوتِ اسلامی کے تحت 11 اور 12 جون 2022ء بروز ہفتہ اتوار فیصل آباد میں ”شعبہ گلی گلی مدرسۃ المدینہ“ کا شاندار لرننگ سیشن ہوا جس میں عالمی سطح شعبہ گلی گلی مدرسۃ المدینہ ذمہ دار، پاکستان سطح شعبہ گلی گلی مدرسۃ المدینہ ذمہ دار، پاکستان نگران اور شعبے کی صوبائی ڈویژن سطح کی ذمہ دار اسلامی بہنوں نے شرکت کی۔ اس سیشن میں اس شعبے کے اہم دینی کام سیکھانے کے ساتھ ساتھ شعبہ فنانس کی طرف سے بھی مکمل تربیت کی گئی۔ سیشن کے دوران دینی کام کو مزید بڑھانے کے سلسلے میں پلاننگ کی گئی اور آئندہ کے اہداف طے کئے گئے۔

اسلامی بہنوں کی مزید خبریں جاننے کے لئے وزٹ کیجئے آفیشل نیوز ویب سائٹ ”دعوتِ اسلامی کے شب و روز“

Link: news.dawateislami.net

اسلامی بہنوں کے 8 دینی کاموں کا اجمالی جائزہ

نیکی کی دعوت کو عام کرنے کے جذبے کے تحت اسلامی بہنوں کے مئی 2022 کے دینی کاموں کی چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے:

دینی کام		اوورسیز کارکردگی	پاکستان کارکردگی	ٹوٹل
انفرادی کوشش کے ذریعے دینی ماحول سے منسلک ہونے والی اسلامی بہنیں		1464	5262	6726
روزانہ گھر درس دینے / سننے والیاں		30923	93803	124726
مدرستہ المدینہ (اسلامی بہنیں)	مدارس المدینہ کی تعداد	3147	5435	8582
	پڑھنے والیاں	23250	58387	81637
ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع	تعداد اجتماعات	3816	9788	13604
	شرکائے اجتماع	105081	298248	403329
ہفتہ وار مدنی مذاکرہ سننے والیاں		27299	98626	125925
ہفتہ وار علاقائی دورہ (شرکائے علاقائی دورہ)		12841	24001	36842
ہفتہ وار رسالہ پڑھنے / سننے والیاں		140343	780972	921315
وصول ہونے والے نیک اعمال کے رسائل		33636	62769	96405

تحریری مقابلہ "ماہنامہ فیضانِ مدینہ" کے عنوانات (برائے اکتوبر 2022)

مضمون بھیجنے کی آخری تاریخ: 20 جولائی 2022ء

1 قرآنِ کریم میں ایمان والوں کے لئے 15 اَحکام

مزید تفصیلات کے لئے اس نمبر پر رابطہ کریں:

صرف اسلامی بہنیں: +923486422931

قربانی کا جانور کہاں ذَبح کریں؟

از: شیخِ طریقت، امیرِ اَہلِ سنّت حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّاؔر قادری رضوی دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ

قُربانی کرنا بڑی سعادت کی بات ہے، فرمانِ مصطفےٰ صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم ہے: "قُربانی کرنے والے کو قربانی کے جانور کے ہر بال کے بدلے میں ایک نیکی ملتی ہے۔ (ترمذی، 3 / 261، حدیث:8941) اے عاشقانِ رسول! اس عظیم نیکی کے کرنے میں بھی حقوق العباد کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ بعض لوگ قربانی کے جانور روڈ پر ذَبح کر دیتے ہیں، جس کے سبب اسکوٹریں وغیرہ پھسلنے، چوٹ لگنے، راہ گیروں کے کپڑے خراب ہونے اور آنے جانے والوں کے لئے راستہ تنگ ہونے وغیرہ وغیرہ مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ دیکھئے جان بوجھ کر کسی کو تکلیف پہنچانے میں حقوق العباد ضائع ہوتے ہیں، اللہ کریم کے پیارے نبی صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم نے فرمایا: "تم لوگ حُقُوق، حق والوں کے سپرد کر دو گے حتّٰی کہ بے سینگ والی کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔" (مسلم، ص1394، حدیث:2582) مطلب یہ کہ اگر تم نے دنیا میں لوگوں کے حُقُوق ادا نہ کئے تو لا مَحالہ (یعنی ہر صورت میں) قِیامت میں ادا کرو گے، یہاں دنیا میں مال سے اور آخِرت میں اعمال سے، لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ دنیا ہی میں ادا کر دو، ورنہ پچھتانا پڑے گا۔ (ظلم کا انجام، ص9) اس لئے اے عاشقانِ رسول! جانور ایسی جگہ ذبح کریں کہ جہاں کسی کو تکلیف نہ ہو۔ کسی کے گھر کے آگے بھی جانور باندھنے اور ذبح کرنے سے پرہیز کریں کہ اس کے مُوت گوبر وغیرہ سے بیچاروں کا راستہ بند ہو گا، یا دیواریں دروازے خراب اور آلودہ ہوں گے۔ اگر پہلے کبھی ایسا ہو گیا ہے تو توبہ کر لیجئے اور جس کو تکلیف پہنچائی اس سے معافی مانگ کر اسے دنیا ہی میں راضی کر لیجئے۔ اسے دیوار وغیرہ پر رنگ کروا دینے کی آفر کر دیجئے، ہو سکتا ہے وہ آپ کے معافی مانگنے ہی سے راضی ہو جائے اور رنگ کروا دینے کی آفر قبول نہ کرے۔ ایک بار ہمارے ساتھ ایسا ہوا تھا کہ قربانی کا جانور ذبح کرنے کے سبب چھینٹے وغیرہ سامنے والوں کی کوٹھی کی باہری دیوار پر جا پڑے تھے تو میں نے اپنے بیٹے حاجی عبید رضا مدنی سے کہہ دیا تھا کہ ان لوگوں سے معافی کے لئے رابطہ کریں اور آفر بھی کریں کہ ہم رنگ کروا دیتے ہیں، جب حاجی رضا نے اُن سے رابطہ کیا تو انہوں نے کہا کہ نہیں کوئی بات نہیں۔ یعنی انہوں نے معاف کر دیا۔ یاد رکھئے کہ اس معاملے میں مالکِ مکان یا اس گھر کے بڑے ہی سے رابطہ کریں اس کے نوکر، مالی، بچوں یا کرائے دار سے نہیں۔ دعوتِ اسلامی کا دینی کام کرنے والے مبلغین کو زیادہ محتاط رہنے کی ضرورت ہے کیونکہ اگر آپ حقوقُ العباد ضائع کریں گے تو لوگ آپ سے بد ظن ہوں گے اور قریب آنے سے کترائیں گے اور اگر ہمارا رویّہ درست ہو گا، ہم حقوقُ العباد کا خیال رکھیں گے اور غلطی ہو جانے پر اپنے انداز میں معافی مانگ لیں گے تو لوگوں پر اچھا امپریشن پڑے گا اور وہ ہماری نیکی کی دعوت بھی جلدی قبول کریں گے۔ اِنْ شَآءَ اللہُ الکریم!

اللہ پاک ہمیں دوسروں کے حقوق کا خیال رکھنے اور احتیاط سے کام لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ اٰمِیْن بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلَّی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلَّم

(نوٹ: یہ مضمون پہلی ذوالحجۃ الحرام 1441 ہجری کو عشا کی نماز کے بعد ہونے والے مدنی مذاکرے کی مدد سے تیار کر کے امیرِ اہلِ سنّت دامت بَرَکَاتُہمُ العالیہ سے نوک پلک سنوار کر پیش کیا گیا ہے۔)

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، کراچی
UAN: +92 21 111 25 26 92 Ext: 2650 / 1144
Email: mahnamakhawateen@dawateislami.net / ilmia@dawateislami.net
Web: www.dawateislami.net WhatsApp: 0348-6422931